... اِنَّ الفَضۡلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤۡتِيهِ مَنۡ يَشَآءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ — جمعہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۴ء — شمارہ ۴۵

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیش گوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔

وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا "وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً" اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہر گز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا۔

یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔ (حقیقۃ الوحی صـ ۲۵۶، ۲۵۷)

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے — جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلے سے دیکھتا ہوں یہ زمیں زیر و زبر — وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم — نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے — حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب سے

○ ○

اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد — جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب — اک برہنہ سے نہ ہوگا یہ کہ تا باندھے ازار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں — آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس — اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا — کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار (درثمین)

مکرم ڈاکٹر نسیم بابر صاحب کو شہید کر دیا گیا

(پریس ڈیسک)۔ پاکستان سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم پروفیسر ڈاکٹر نسیم بابر صاحب کو، جو قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں سینئر پروفیسر کے عہدہ پر فائز تھے اور شعبہ فزکس سے منسلک تھے، ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو شہید کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

تفصیلات کے مطابق کسی نامعلوم شخص نے رات سوا دس بجے ان کے گھر کی گھنٹی بجائی اور جب ڈاکٹر صاحب موصوف نے دروازہ کھولا تو انہیں گھسیٹ کر باہر لے جایا گیا اور کلاشنکوف کی مدد سے ان پر گولیاں برسائی گئیں۔ مکرم پروفیسر صاحب کو فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

پروفیسر صاحب کی میت اسلام آباد سے ربوہ لائی گئی جہاں محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد ان کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

پروفیسر صاحب کی عمر ۴۲ سال تھی انہوں نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ تین بچیاں چھوڑی ہیں۔ پروفیسر صاحب مرحوم مکرم یوسف سہیل شوق صاحب نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ نہایت سادہ، بے ضرر اور خاموش طبع شخص تھے۔

احباب کرام سے ان کی بلندی درجات نیز اہل و عیال اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کے واسطے دعا کی درخواست ہے۔

مختصرات

ہفتہ و اتوار، ۲۲ اور ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۴ء

ان دو دنوں میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا پروگرام نشر نہیں ہوا اس کی بجائے دوسرے پروگرام نشر ہوئے

سوموار و منگل، ۲۴ اور ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۴ء

سوموار کو ۱۳ اپریل کے پروگرام ملاقات کی ریکارڈنگ دکھائی گئی جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے معاندین احمدیت کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

اور منگل کو ۱۸ مئی کے پروگرام ملاقات کی ریکارڈنگ پیش کی گئی اس میں بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے معاندین احمدیت کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

بدھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۴ء

ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۰ پیش کی گئی جو اس سے پہلے ۱۵ ستمبر کو دکھائی گئی تھی۔

جمعرات ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۴ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۲ لی اور قرآن مجید کی بعض آیات کا ترجمہ سکھایا اور ساتھ ساتھ مختصر تشریح بھی فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء

حضور ایدہ اللہ نے بچوں کے ساتھ کلاس لی۔ اور انہیں بعض دعائیں سکھائیں۔

نُصرتِ الٰہی

(منقول از براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

خُدا کے پاک لوگوں کو خُدا سے نُصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دِکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہَوا اور ہر خسِ رہ کو اُڑاتی ہے
وُہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اِک طُوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خُدا کے کام بندوں سے
بھلا خالِق کے آگے خَلق کی کُچھ پیش جاتی ہے

تحریک جدید کے سال نو کا اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جمعۃ المبارک ۴ نومبر ۱۹۹۴ کے خطبہ میں تحریک جدید کے دفتر اول کے ۶۱ویں، دفتر دوم کے ۵۱ویں دفتر سوم کے ۳۰ویں اور دفتر چہارم کے ۱۰ویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ سال ۹۳۔۹۴ء میں تحریک جدید کی مالی قربانی میں پانچ کروڑ پچاسی لاکھ تیئس ہزار چھ صد روپے [۵۸۵۲۳۶۰۰] کے وعدہ جات وصول ہوئے جبکہ اس وقت تک پانچ کروڑ باون لاکھ بیاسی ہزار دو صد روپے [۵۵۲۸۲۲۰۰] کی وصولی کی اطلاع مل چکی ہے۔ سٹرلنگ پاؤنڈز میں ۹۲۔۹۳ء میں دس لاکھ ستاسی ہزار آٹھ صد چھتیس پاؤنڈز [۱۰۸۷۸۳۶] کے وعدہ جات کے مقابل پر دس لاکھ اکانوے ہزار نو صد انیس پاؤنڈز [۱۰۹۱۹۱۹] کی وصولی ہوئی اور ۹۳۔۹۴ء میں بارہ لاکھ پینتالیس ہزار ایک صد چوراسی پاؤنڈز [۱۲۴۵۱۸۴] کے وعدہ جات کے بالمقابل اب تک کی وصولی گیارہ لاکھ چھہتر ہزار دو صد سترہ پاؤنڈز [۱۱۷۶۲۱۷] ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کی مالی تحریک کے مختلف دفاتر (اول، دوم، سوم، چہارم) کے قیام کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ ہر تحریک جدید کا سیکرٹری اپنے ساتھ ان مختلف دفاتر کے لئے نائبین لگائے اور ان کا الگ الگ ریکارڈ رکھیں اور آپس میں مقابلہ کریں۔ جہاں جماعت چھوٹی ہو اور یہ تقسیم ممکن نہ ہو وہاں جو بھی تحریک جدید کا سیکرٹری ہے وہ اپنے ذمہ یہ بات لے لے کہ وہ اس بات کو یاد رکھے گا اور ہر دفتر کا الگ الگ ریکارڈ رکھے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیت ۲۶۶ اور سورۃ التغابن کی بعض آیات کے حوالے سے مالی قربانی کی اہمیت اور اس کے فلسفہ پر نہایت پرمعارف روشنی ڈالی اور فرمایا کہ چونکہ جماعت کی مالی قربانی اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات دائمی ہے اس لئے ان قربانیوں کو بھی دوام حاصل ہوتا ہے اور تحریک جدید کے گزشتہ ۶۰ سالہ دور میں ایک بھی ایسا دور نہیں آیا جب جماعت مالی قربانی میں تھک گئی ہو۔

حضور نے فرمایا کہ ایسے لوگ جو محض للہ قربانیاں کرتے ہیں جب ان کی تقویٰ کی استطاعت بڑھتی ہے تب ان کی مالی قربانیاں آگے بڑھتی ہیں اور ایسی مالی قربانی جو تقویٰ کی استطاعت کے عین مطابق ہوتی ہے اتنا ہی اس مالی قربانی کرنے والوں کا تقویٰ بڑھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ اگر استطاعت کے مطابق تقویٰ بڑھاؤ گے تو پھر جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ حضور نے نہایت مسرت سے یہ اعلان فرمایا کہ اللہ کے فضل سے جماعت میں اللہ کے بڑھتے ہوئے تقویٰ کے ساتھ مالی قربانیوں کا معیار بڑھ رہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تحریک جدید کے مالی جہاد میں سال گزشتہ (۹۳۔۹۴ء) میں دنیا بھر کی جماعتوں میں پاکستان کی جماعتوں کو سبقت کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔ اس کے بعد بالترتیب جرمنی، امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، انڈونیشیا، جاپان، ماریشس، سوئٹزرلینڈ اور انڈیا کی جماعتیں آتی ہیں۔

فی کس مالی قربانی کے لحاظ سے سوئٹزرلینڈ کی جماعت اول نمبر پر رہی جن کی فی کس قربانی کا اوسط ۱۷۴ء۳۸ پاؤنڈز ہے۔ اس کے بعد جاپان کی جماعت ہے انکی فی کس مالی قربانی ۱۶۳ء۹۰ پاؤنڈز ہے۔ اس کے بعد امریکہ۔ بلجیم اور برطانیہ کی جماعتیں ہیں۔ پاکستان کی جن جماعتوں کو مرکز کی طرف سے معین ٹارگٹ دیئے گئے تھے اور انہوں نے دیئے گئے ٹارگٹ کو پورا کیا ان میں نمایاں جماعتیں یہ ہیں۔ لاہور۔ ربوہ۔ کراچی۔ سیالکوٹ۔ کوئٹہ۔ پشاور۔ جھنگ۔ فیصل آباد۔ حیدر آباد۔ شاہ تاج شوگر ملز۔ اسلام آباد۔ حافظ آباد۔ گوجرانوالہ۔ مظفر گڑھ۔ ملتان۔ نواب شاہ اور میرپور آزاد کشمیر۔

حضور انور نے بتایا کہ سال ۹۲۔۹۳ء کے مقابل پر ۹۳۔۹۴ء میں غیر معمولی جدوجہد سے تحریک جدید میں مالی قربانی کو آگے بڑھانے کے لحاظ سے جماعت احمدیہ گی آنا نے غیر معمولی کام کیا ہے۔ ۹۲۔۹۳ء کے مقابل پر ان کا ۹۳۔۹۴ء میں اضافہ ۷۹۴ فیصد ہے۔ اس کے بعد زیمبیا۔ سرینام۔ سپین۔ سیرالیون اور گیمبیا وغیرہ کے نام آتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت کی ضروریات اللہ تعالیٰ پوری کرتا ہے۔ ضرورتیں بڑھتی ہیں تو اموال بھی خود اللہ تعالیٰ مہیا کر دیتا ہے صرف فکر کی بات یہ ہے کہ ہماری مالی قربانیاں کبھی ہماری تقویٰ کی استطاعت سے آگے نہ نکلیں بلکہ ہمیشہ جب آگے بڑھیں تو بڑھتے ہوئے تقویٰ کی نشاندھی کر رہی ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت کو جو نئی قربانیوں کی توفیق مل رہی ہے اس کا تعلق ہمارے پہلے قربانی کرنے والوں سے ہے۔

حضور نے دعا دی کہ خدا کے فضلوں کے نظارے دیکھ کر حقیقی معنوں میں ہمیں اللہ تعالیٰ اس کا شکر گزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ حَكِيمِ بِنْ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَانِي.. ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِي.. ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِي. ثُمَّ قَالَ : يَا حَكِيمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ فِيهِ. وَكَانَ كَالَّذِى يَاْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ. وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيم؛ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ؛ وَالَّذِى بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَ اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا: فَكَانَ اَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَه فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَهُ. فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اِنِّى اُشْهِدُكُمْ عَلٰى حَكِيمٍ اَنِّى اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِى قَسَمَهُ اللّٰهُ لَهُ فِى هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَاْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيمٌ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى تُوُفِّيَ.

(بخاری، کتاب الوصیة، باب تاویل قوله من بعد وصیة یوصی بها)

حضرت حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ امداد کے لئے عرض کیا تو آپؐ نے میرے سوال کے مطابق مجھے عنایت فرمایا۔ ایک بار پھر ایسی ہی میں نے درخواست کی۔ آپؐ نے یہ بھی منظور فرمالی۔ تیسری بار پھر میں درخواست گزار ہوا۔ اسے بھی آپؐ نے منظور فرمالیا لیکن ساتھ ہی ارشاد فرمایا "یہ مال بہت اچھی اور مرغوب چیز ہے (بہت کچھ سمیٹنے کو جی چاہتا ہے) لیکن جس نے اسے سخاوت نفس سے لیا اس کے لئے اس میں برکت رکھ دی جاتی ہے۔ اور جو شخص اس کے حاصل کرنے میں حرص ولالچ کا مظاہرہ کرتا ہے اس کے لئے اس میں برکت نہیں دی جاتی اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن اس کی بھوک ختم نہیں ہوتی۔ اوپر والا (یعنی دینے والا) ہاتھ نیچے والے (یعنی لینے والے) ہاتھ سے افضل ہے (یعنی دینے والے بنو لینے والے نہ ہو)۔ حکیم بن حزامؓ کہتے ہیں میں نے حضورؐ کا ارشاد سن کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! اس ذات کی قسم جس نے سچائی دے کر آپؐ کو بھیجا ہے آئندہ میں اس دنیا سے رخصت ہونے تک آپؐ کے سوا کسی سے کچھ نہیں لوں گا۔ چنانچہ بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) حکیم بن حزامؓ کو بلایا تاکہ وہ انہیں کچھ عطا فرمائیں لیکن وہ قبول نہ کرتے اور اس کے لینے سے انکار کر دیتے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ان کو بلایا تاکہ وہ انہیں کچھ عنایت کریں لیکن انہوں نے اسے لینے سے انکار کیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عام لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے مسلمانو! میں تم کو حکیم بن حزامؓ کے متعلق گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے سامنے ان کا حق پیش کیا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حکیم بن حزامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتے دم تک کسی سے کچھ نہ لیا۔

****

دوستی کی نہ دشمنی کی ہے   یوں بسر اپنی زندگی کی ہے
کوئی ٹھوکر لگے نہ راہرو کو   دل جلایا ہے روشنی کی ہے
وقت سے کون آگے نکلا ہے   وقت سے کس نے دل لگی کی ہے
دھند اور بادلوں کے موسم میں   کون روٹھا ہے بےرخی کی ہے؟
کس و ناکس کے کام آئی ہوں   لوگ کہتے ہیں چاکری کی ہے
آنکھ میں غم کے آنسوؤں کی نمی   روشنی جیسے پھلجھڑی کی ہے
شام آئی تو یہ ہوا احساس   شام اور وہ بھی بےکسی کی ہے
اے خدا اب تو آ مدد کے لئے   بندگی جیسی بندگی کی ہے
سخت مجبور ہو کے عظمت نے
آج خود اپنی مخبری کی ہے

(ڈاکٹر فہمیدہ منیر)

شیخ عمری عبیدی، سابق وزیر قانون تنزانیہ کا ذکر خیر

(مولانا عبدالباسط شاہد)

مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کو کام کے آغاز میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مخالفین کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی گئی کہ جماعت کے پاؤں یہاں نہ جم سکیں۔ جھوٹے مقدمات کے علاوہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب اور دوسرے کئی دوستوں پر قاتلانہ حملے بھی ہوئے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ہمارے مجاہدین نے خداتعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے کام کو برابر جاری رکھا اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتی چلی گئی۔ دعوت الی اللہ اور تعلیمی کوششوں کے ضمن میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نبورا سیکنڈری سکول کے مسلمان طالبعلموں کو دینیات پڑھایا کرتے تھے۔ ان ابتدائی طالب علموں میں ایک نوجوان جسے دینی تعلیم کا بہت شوق تھا شیخ عمری عبیدی تھے۔ سکول کی تعلیم کے دوران ہی آپ کو رسالہ سن رائز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ جس میں معراج کی حقیقت کے متعلق بھی ایک مضمون تھا اسے پڑھ کر عمری عبیدی صاحب کو بہت خوشی ہوئی۔ آپ اپنے ساتھی طالبعلموں کو اس مضمون کے مطابق معراج کی حقیقت سمجھانے لگے آپ کے ساتھیوں میں سے ایک نے آپ سے پوچھا کہ معراج کے متعلق جو آیات آپ سنا رہے ہیں ان کا حوالہ بتائیں۔ اس پر عمری عبیدی صاحب نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ شیخ مبارک احمد صاحب سے پوچھ کر اس سوال کا جواب دے سکوں گا۔ لیکن اس گفتگو کے بعد اور محترم شیخ مبارک احمد صاحب سے ملاقات سے پہلے آپ کو خواب میں نظارہ دکھایا گیا کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ارد گرد کچھ لوگ کھڑے ہیں جو آپ سے معراج کے متعلق سوال کر رہے ہیں اور آپ انہیں قرآن مجید کے پندرھویں پارے کی آیات پڑھ کر جواب دے رہے ہیں۔ نیند سے آپ بیدار ہوئے۔ آپ نے قرآن مجید کا وہ مقام نکال کر دیکھا اور یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ خواب میں آپ کی بالکل صحیح رہنمائی کی گئی ہے۔ اگلے روز آپ نے زیادہ انشراح اور جوش کے ساتھ اپنے ساتھیوں کو معراج کی حقیقت سمجھائی اور یہ بھی بتایا کہ قرآن مجید کا یہ حوالہ مجھے خداتعالیٰ کی طرف سے خواب میں بتایا گیا ہے۔

سکول کی تعلیم کے زمانہ سے ہی آپ کا مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سے تعلق قائم ہوا اور ان سے آپ نے دینی تعلیم حاصل کی۔ اس دوران بعض کتب کے تراجم میں مدد کرنے اور بعض کتب کے مسودات کی نظر ثانی اور ان کے ٹائپ کرنے کا کام مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ان کے سپرد کرتے رہے اور خدمت دین کے لئے انہیں عملی ٹریننگ دیتے رہے۔

سکول کی تعلیم ختم کرنے پر آپ دارالسلام میں پوسٹل سروس ٹریننگ کے ایک سکول میں داخل ہوئے۔ اس زمانہ میں بھی آپ کو دینی مطالعہ کا شوق رہا۔ جو بھی فارغ وقت ملتا رہا اس میں مطالعہ اور دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔ ٹریننگ کے دوران ہی مکرم شیخ صاحب کی خواہش کے مطابق آپ نے استعفیٰ دے کر اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔

آپ نے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کے ہمراہ اور بعض اوقات الگ بھی قریباً سارے مشرقی افریقہ میں سفر کئے اور بڑے جذبہ اور ولولہ کے ساتھ احمدیت کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔

کسوموں کے ایک دینی سفر میں آپ کو ایک شخص نے غصہ میں آکر تھپڑ مار دیا جس سے آپ کی ٹوپی دور جا پڑی لیکن آپ پھر بھی بشاشت کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہے۔ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ وہ شخص جس نے آپ کو تھپڑ مارا تھا بعد میں جلد ہی بینائی سے محروم ہو گیا۔

انہی ایام میں جبکہ آپ دینی خدمات میں ہمہ تن مصروف تھے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے خواب میں دیکھا کہ آپ مشرقی افریقہ کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں اور اس انتخاب کے ساتھ ہی افریقنوں کی ترقی کے مواقع پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

خود آپ نے بھی خواب میں خداتعالیٰ کا جلوہ دیکھا اور ساتھ کچھ اور لوگ نظر آئے جن کے متعلق پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ متقیوں کا گروہ ہے۔ اس پر آپ نے بڑے الحاح سے درخواست کی کہ مجھے بھی اس گروہ میں شامل کر لیا جائے۔ خداتعالیٰ نے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ہدایت کی کہ تم متقی اور دعاگو لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔ غالباً اسی زمانہ میں آپ نے اپنے آپ کو ایک اجنبی ملک میں پھرتے ہوئے دیکھا۔ مذکورہ ہر دو خوابوں کے ایک عرصہ بعد ۱۹۵۳ء میں جب قرآن کریم کے سواحیلی ترجمہ کی طباعت کا کام مکمل ہو چکا تو مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے آپ کو پاکستان بھجوایا جہاں آپ کو سکیم کے مطابق مزید تعلیم کے لئے جامعہ احمدیہ میں داخل کروایا گیا۔ ان دنوں خاکسار بھی جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم تھا اور اس طرح کچھ عرصہ آپ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ میں نے آپ کو بہت محنتی اور دینی تعلیم کا بے حد شوق رکھنے والا پایا۔ پانچ نمازوں میں باقاعدگی کے ساتھ ساتھ نماز تہجد کی باقاعدگی بھی پورے اہتمام سے کرتے تھے۔ رات کو بہت کم سوتے اور لکھنے پڑھنے اور نماز ادا کرنے میں اپنا وقت صرف کرتے تھے۔ .... چونکہ آپ پہلے ہی خواب میں نیک لوگوں کے ساتھ رہنے کی ہدایت پا چکے تھے اور اپنے آپ کو ایک اجنبی ملک میں سفر کرتے ہوئے بھی دیکھ چکے تھے اس لئے ربوہ میں قیام کے دوران بہت خوشی محسوس کرتے اور اپنے وقت کے ہر لحہ کو بہتر رنگ میں صرف کرنے کے لئے کوشاں رہتے اور ہر لحہ ایمان و یقین میں اضافہ محسوس کرتے۔ خود دعا کرنے کے علاوہ آپ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں بھی بڑی عقیدت سے حاضر ہوتے اور دعا کی درخواست کرتے۔ ایسے ہی ایک موقع پر جب آپ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امتحان میں کامیابی کی درخواست کی تو حضرت مولانا نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور بعد میں بتایا کہ انہوں نے دعا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی ہے جبکہ حضرت صاحب نے اپنا ہاتھ شیخ عمری عبیدی کے کندھے پر رکھا ہوا تھا۔

پاکستان سے واپس آکر پہلے سے بھی زیادہ اپنے مذہب اور ملک و قوم کی خدمت کا موقعہ ملا۔ صوبہ دارالسلام کے مشنری انچارج کے طور پر بھی آپ نے خدمات سرانجام دیں اور خاص طور پر تعلیمی ترقی کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ اس زمانہ میں مشن ہاؤس میں متعدد کلاسیں جاری ہو گئیں۔ مشنری ٹریننگ کلاس کے علاوہ جو پہلے سے مشن نے جاری کی ہوئی تھی عربی، انگریزی اور قرآن مجید پڑھنے کے لئے کثرت سے لوگ آتے اور آپ بڑے انہماک سے ان سب کو پڑھاتے رہے۔

آپ کو انگریزی، عربی اور اردو میں کافی مہارت تھی لیکن سواحیلی میں تو آپ اپنے وقت کے نابغہ تھے۔ آپ نے آزاد تنزانیہ کے پہلے صدر کی آزادی کی جدوجہد میں کی گئی تقاریر کا سواحیلی میں ترجمہ کیا۔

آپ کا اپنا دیوان بھی چھپا ہوا موجود ہے جس میں سواحیلی نظم کے متعلق ایک فنی مقالہ بھی شامل ہے جو اس موضوع پر سند سمجھا جاتا ہے۔ سواحیلی زبان کے تین سب سے بڑے شعراء میں سے ایک آپ کو شمار کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید کے سواحیلی ترجمہ کے سلسلہ میں نظر ثانی اور طباعت کے کام میں مکرم شیخ صاحب کی امداد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور خداتعالیٰ کے فضل سے ہمارا ترجمہ جہاں معانی و مضامین کے لحاظ سے لاجواب ہے وہاں زبان کے لحاظ سے بھی بہت بلند پایہ ہے۔

آپ اپنے ملک کی ترقی و بہبودی کے لئے ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ آپ کی ان کوششوں کو خداتعالیٰ نے نوازا اور غیر معمولی طور پر آپ کو ملک و قوم کی خدمت کے مواقع مہیا فرمائے۔ چنانچہ آپ کو دارالسلام کے میئر، ممبر پارلیمنٹ۔ سارے ایسٹ افریقہ کی قانون ساز اسمبلی میں وہپ، ریجنل کمشنر اور پھر وزیر قانون اور وزیر ثقافت کے طور پر نمایاں کام کرنے کا موقع ملا۔ اس غیر معمولی ترقی کے لئے آپ کو خداتعالیٰ کی طرف سے بشارات بھی ملی تھیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ موجودہ صدر مملکت ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور اس کرسی پر سے خود اٹھ کر عمری صاحب کو بٹھا دیا ہے۔ چنانچہ کونسل میں جس پارٹی کے لیڈر موجودہ صدر تھے انہوں نے خود کونسل کی پارٹی کا لیڈر اپنی جگہ آپ کو مقرر کیا۔ ایک اور احمدی نوجوان نے بھی کافی عرصہ قبل ایک خواب میں دیکھا تھا کہ آپ وزیر قانون مقرر ہوئے ہیں۔

تنزانیہ کے ہر دلعزیز صدر کو جو بابائے قوم کے لقب سے پکارے جاتے اور آزاد تنزانیہ کے بانی ہیں آپ پر بہت اعتماد تھا جس کا اظہار ان عہدوں سے ہوتا ہے جو آپ کے سپرد کئے گئے اور جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ صدر تنزانیہ قریباً ہمیشہ ہی آپ کو اپنے غیر ممالک کے سفر میں ساتھ رکھتے تھے چنانچہ اس سلسلہ میں آپ امریکہ، انگلستان، روس، مصر، تیونس، یوگوسلاویہ، سینیگال وغیرہ تشریف لے گئے۔ مزید بر آں اقوام متحدہ میں آپ نے اپنے ملک کی نمائندگی بھی کی جہاں آپ کی پر مغز تقاریر کو بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا۔ اقوام متحدہ میں اپنے ملک کی نمائندگی کے متعلق بھی آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی بتا دیا گیا تھا۔ آپ کو وفات سے قبل آپ کی آخری آرام گاہ یعنی جنت کی زیارت بھی کروائی گئی تھی۔ آپ نے اپنے آپ کو ایک بڑی پر فضا جگہ میں دیکھا اور وہاں ایک مور دیکھا جس سے آپ نے عربی زبان میں گفتگو کی اور پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں جنت کی مخلوق ہوں اور آپ کی خدمت کے لئے مقرر ہوں۔ اور آپ کی وفات کے متعلق کئی لوگوں نے خوابیں دیکھی تھیں۔ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب احمدی مربی تنزانیہ نے بھی خواب میں دیکھا کہ آپ مغرب کی طرف دھوئیں میں غائب ہو گئے ہیں اور حقیقتاً آپ کی وفات ایسی اچانک ہوئی کہ کوئی اس خبر کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔

صدر تنزانیہ کے ہمراہ آپ ایک غیر ملکی سفر پر گئے ہوئے تھے وہاں واپسی پر بیمار ہو گئے۔ ہر ممکن کوشش کے باوجود آپ کے مرض کا علاج بلکہ تشخیص بھی یہاں نہ ہو سکی۔ پھر صدر مملکت نے ذاتی طور پر توجہ دیتے ہوئے آپ کو علاج کے لئے مغربی جرمنی بھجوا دیا لیکن آپ اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکے اور نومبر ۱۹۶۴ء میں وہیں وفات پا گئے۔

آپ کی وصیت کے مطابق جنازہ دارالسلام لایا گیا یہیں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کے جنازہ میں اس کثرت سے لوگ شامل ہوئے کہ بلا مبالغہ اس سے قبل اور اس کے بعد بھی آج تک کسی لیڈر کے جنازہ میں اس ملک میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ شامل نہیں ہوئے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مشرقی افریقہ کے تینوں ممالک یعنی کینیا، یوگنڈا اور تنزانیہ کے سربراہان مملکت آپ کی تدفین کے موقع پر ذاتی طور پر موجود تھے۔ آپ نے چالیس سال کی مختصر عمر پائی لیکن اس عمر میں ہی اپنی محنت، مطالعہ اور احمدیت کی برکت اور دعاؤں کی وجہ سے غیر معمولی طور پر خداتعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنے۔ احمدیت کی ترقی میں آپ کی کوششوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ آج بھی لوگ ان کو یاد کرتے اور ان کی کمی کو بہت محسوس کرتے ہیں۔ خاکسار کو ایک دوست نے بڑے جذبہ اور محبت کے ساتھ بتایا کہ جب مکرم و محترم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تنزانیہ تشریف لائے تو ایک موقع پر جبکہ چوہدری صاحب مسجد سے باہر تشریف لے جا رہے تھے آپ نے آگے بڑھ کر آپ کو جوتا پہنانا شروع کر دیا اور محترم چوہدری صاحب کے روکنے پر کہنے لگے کہ میں آپ کی خدمت و عزت آپ کے کسی عہدہ یا دنیوی وجاہت کی وجہ سے نہیں کر رہا بلکہ میں عقیدت کے یہ جذبات محض اس لئے رکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، بانی سلسلہ احمدیہ کا چہرہ مبارک دیکھا ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی آپ کے تعلق باللہ، محنت اور علم کی تعریف فرمائی تھی۔ آپ کا وہ ذکر جو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ایمان والوں کی وہ جماعت جو بطور یادگار کے تنزانیہ میں قائم ہے بتاتی ہے کہ واقعی آپ ایک خدا رسیدہ بزرگ اور ولی اللہ تھے جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشات کو ترک کر کے دین کو دنیا پر مقدم کر لیا تھا۔ خدا کرے کہ ایسے خدا رسیدہ وجود ہمیشہ ہی ہماری جماعت میں بڑی کثرت سے پائے جاتے رہیں۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ، ۱۸ جون ۱۹۹۴ء صہ ۴ و ۷)

یاروں نے کتنی دور بسائی ہیں بستیاں!

(پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

اب کے مجھے پہلی بار کینیڈا جانے کا اتفاق ہوا اور حسن اتفاق یہ کہ انہی دنوں میں کینیڈا کی جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بھی تھا۔ سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی تشریف لائے ہوئے تھے اور دنیا کے طول و عرض سے شمع خلافت کے پروانے بھی! وہ رونقیں تھیں کہ کیا بیان کروں اور ایسے ایسے دوستوں، عزیزوں اور شاگردوں سے ملاقات ہوئی کہ مدتوں سے بچھڑے ہوئے تھے۔ مگر ٹورنٹو کے جس قابل دید مقام نے بہت متاثر کیا وہ احمدیہ قبرستان تھا!

برادرم کرنل محی الدین کی معیت میں گیا تو اپنے پرانے یار، سلیم اختر صدیقی کی قبر پر دعا کے لئے تھا مگر وہاں پہنچا تو استاذی المحترم حضرت مولانا ارجمند خاں صاحب مغفور بھی آسودہ خاک نظر آئے۔ مٹی نے گویا پاؤں پکڑ لئے۔ دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو!

حضرت مولانا ارجمند خاں صاحب اپنی ذات میں انجمن تھے۔ نہایت عالم، نہایت بھولے! ہم لوگ کالج میں داخل ہوئے تو آپ دینیات کے پروفیسر تھے۔ پہلے روز ہی فرمایا کہ میں تمہارے باپ کا بھی استاد ہوں اس لئے خوب محنت سے پڑھائی کرنا ورنہ تمہارے بھی کان پکڑوں گا اور اس کے بھی! ہم یہ بات سن کر ذرا رعب میں نہیں آئے۔ نہایت ادب سے عرض کیا کہ "ہمارے باپ کے کان تک پہنچنے کے لئے آپ کو بہت اونچی جگہ پر کھڑا ہونا پڑے گا" بہت ہنسے۔ اس کے بعد ہم پر زیادہ شفقت فرمانے لگے! -

مولانا قرآن پڑھاتے تھے۔ احمدی، غیر احمدی سب لڑکے ان کی باتوں سے بہت محظوظ ہوتے تھے۔ ترجمہ نہایت آسان، تفسیر نہایت دلپذیر۔ انداز سیدھا سادہ۔ ان کی سادگی ہی ان کی انفرادیت تھی۔ بڑوں سے بھی یہی سنا کہ جامعہ احمدیہ میں بھی ان کا یہی رنگ ڈھنگ تھا۔ مگر لباس کے بارہ میں نستعلیق تھے۔ ہمیشہ لمبا کوٹ پہنتے تھے اور سر پر پٹھانوں والی لنگی باندھتے تھے۔ ہاتھ میں کھونڈ پکڑتے تھے۔ کھونڈ وہ خاص قسم کی موٹی لکڑی کی چھڑی ہوتی تھی جس کا دستہ اسی لکڑی کو موڑ کر بنایا جاتا تھا۔ اب تو طرح طرح کی چھڑیاں نکل آئی ہیں مگر وہ کھونڈ اپنی ذات میں کھونڈ ہوتا تھا۔ مولانا چلتے بھی نہایت افغان طریق سے تھے۔ آہستہ آہستہ کھونڈ دائیں ہاتھ میں رہتا اور برابر ان کے ساتھ چلتا تھا۔

پھر مولانا ہوسٹل کے ٹیوٹر بن گئے۔ لڑکوں سے ذرا تعرض نہیں کرتے تھے مگر ان کا اتنا رعب داب تھا کہ کسی بدتمیزی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان کی سادہ لوحی اور انگریزی سے ناواقفیت کے بہت سے لطائف مشہور تھے یا برادرم مکرم بشیر احمد صاحب رفیق نے گھڑ لئے تھے کہ ان کے ذکر سے محفلیں زعفران زار بنی رہتی تھیں۔ کئی بار ان کے منہ پر ہم نے وہ لطائف سنائے مگر مولانا پر ذرا اثر نہیں ہوا۔ مسکرا کر چپ ہو گئے یا زیادہ سے زیادہ دست مبارک کھونڈ تک لے گئے اور بس!

ان کا بیٹا لطف الرحمان ہاکی کا بہت اچھا کھلاڑی تھا۔ اسے پیار سے "لوپا" کہتے تھے وہ کالج اور سکول میں بھی اسی نام سے مشہور ہوا۔ یہاں ٹورنٹو کے جلسہ پر بھی ایک سرخ و سفید، کمزور و نحیف سے صاحب ملے۔ فرمانے لگے خو! مجھے پہچانو! ہم نے کہا "لوپا" وہ صاحب لپٹ گئے کہنے لگے تم پہلے شخص ہو جس نے مجھے پہچان لیا ہے! ہم نے کہا اگر آپ خو! نہ کہتے تو ہم نہ پہچانتے۔ یہ "خو" پشتو کا کوئی لفظ ہے جس کا مطلب بھی شاید "خو" ہے حضرت مولانا ارجمند خان صاحب یہ لفظ بہت استعمال کرتے تھے! ان کا ہر فقرہ اسی لفظ سے شروع ہوا کرتا تھا!

حضرت مولانا کے بارہ میں ہم نے ابھی لکھا ہے کہ وہ ہمارے ابا کے بھی استاد تھے۔ اتفاق سے عزیزی نسیم مہدی نے قادیان کے مدرسہ احمدیہ کی ایک پرانی تصویر ہمیں دی۔ اس میں بھی مولانا پہلی قطار میں اساتذہ کے زمرہ میں تشریف فرما ہیں۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری، حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب، حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور مولانا ارجمند خان صاحب! اب جو ساری تصویر پر نگاہ دوڑائی ہے تو احساس ہوا ہے کہ کیسے کیسے لوگ اور سلسلہ کے کیسے کیسے خادم اس گروپ میں موجود ہیں۔ اساتذہ کے پیچھے پہلی قطار میں جو لوگ کھڑے ہیں ان میں مولانا محمد سلیم صاحب، مولانا نذیر احمد صاحب مبشر، مولوی صالح محمد صاحب، ابا جی یعنی مولانا احمد خان صاحب نسیم، مولوی عبدالرحمان صاحب پشاوری ہیں۔ ان کے بعد ایک صاحب ہیں جن کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ پھر مولانا عبدالغفور صاحب ہیں۔ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ہیں، مرزا عبدالرحمان صاحب ہیں، مولانا چوہدری محمد شریف صاحب ہیں اور ملک محمد عبداللہ صاحب ہیں!۔۔۔ اس گروپ میں شاید دو تین بزرگ ہی حیات ہیں باقی سب قادیان یا ربوہ میں پیوند خاک ہوئے ہیں مگر مولانا نے ان سب یاروں سے دور آ کر اپنی بستی بسا لی ہے! یاروں نے کتنی دور بسائی ہیں بستیاں!

حضرت مولانا کو انگریزی بالکل نہیں آتی تھی مگر کالج یونین کے ان جلسوں میں بھی جہاں انگریزی تقریریں ہوتی تھیں برابر تشریف لاتے تھے اور آخر تک انہماک سے تقریریں سنتے تھے! ایک روز ہم نے گستاخی کر کے پوچھ ہی لیا مولانا آپ کو انگریزی تو آتی نہیں آپ کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں؟ فرمانے لگے خو! پلے تو خاک بھی نہیں پڑتا مگر لڑکے تقریر کرتے اچھے لگتے ہیں! یہ ان کی بزرگانہ شان تھی۔ حوصلہ افزائی کے لئے تشریف لاتے تھے تاکہ بچوں کو یہ احساس رہے کہ بزرگ ان کی باتیں بڑے غور سے سنتے ہیں۔ - انگریزی سے ان کی کوئی دشمنی نہیں تھی۔ ایک روز فرمانے لگے "خو! ادھر دیکھو! میں لکھی ہوئی انگریزی پڑھ لیتا ہوں" پھر آپ نے اے بی پڑھ کر سنائی! وہ واقعی اے بی سی تھی۔

انگریزی تو خیر انگریزی تھی سائنس سوسائیٹی کے اکثر جلسوں میں بھی مولانا اسی انہماک سے شرکت فرماتے تھے۔ ان کا فلسفہ وہی تھا کہ بچوں کو احساس رہے کہ اساتذہ ان کے جذبے کی قدر کرتے ہیں! دراصل مولانا کو کالج کے طلباء کی تربیت کا احساس رہتا تھا۔ اور یہ تو ہمارے اپنے تجربہ کی بات ہے کہ کالج کے بہت سے جلسوں میں محض اس وجہ سے ہلڑبازی نہ ہوتی یا نہ ہو سکی کہ مولانا بنفس نفیس وہاں تشریف فرما تھے۔ تعلیم الاسلام کالج کی روایت یہی رہی کہ اس کے جلسے بڑے پروقار اور سنجیدہ ہوتے تھے مگر لڑکے آخر لڑکے ہوتے ہیں کبھی نہ کبھی تو ان کا لڑکپن جوش مارتا ہی ہے! مولانا اسی "کبھی نہ کبھی" کا تریاق تھے۔ وقار سے جلسوں میں تشریف لاتے، اطمینان سے تشریف فرما ہوتے اور جلسہ ختم ہوتا تو اسی دھیمی چال سے پروقار انداز میں چلتے ہوئے ہال سے باہر نکل جاتے۔

شہر میں بھی مولانا کا وہی احترام تھا۔ راہ چلتے لوگ ان سے رک کر سلام کرتے اور دعا کے لئے کہتے۔ پھر ایک روز مولانا اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر کینیڈا آ بسے اور پھر وہیں بس گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

احمدیہ قبرستان میں جس دوسرے شناسا کی قبر پر نگاہ پڑی وہ سعید احمد عالمگیر ہیں۔ انجمن میں افسر خزانہ تھے۔ نہایت ہنسنے ہنسانے والے اور پان کے رسیا! خدا معلوم کینیڈا کیوں آ بسے تھے مگر پھر معلوم ہوا کہ انہیں کوئی دقت نہیں ہوتی ہوگی۔ پان یہاں کے انڈین بازار میں بخوبی دستیاب تھے! عالمگیر صاحب، فیکٹری ایریا میں رہائش پذیر تھے۔ باغبانی کا بھی شوق تھا۔ اپنی کوٹھی میں خوب گل بوٹے اگا رکھے تھے! دفتر سے فارغ ہوتے تو باغبانی فرماتے۔ قانون باغبانی صحرا نوشتہ ایم!۔ سفید براق لباس پہنتے۔ ہاتھ میں رومال رکھتے اور کلے میں پان۔ سائیکل پر دفتر آتے جاتے تھے۔ دفتر میں خزانہ کے جنگلے والے حصہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ہمارے ساتھ زیادہ بے تکلفی یا دوستی نہ تھی مگر ان کے چھوٹے بھائی ہمارے شاگرد تھے اس لئے شناسائی ضرور تھی۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ سکون نصیب کرے۔ آمین۔

اور اب بات ہمارے یار سلیم اختر صدیقی پر آ گئی۔ سلیم اختر صدیقی سے ہماری دوستی کوئی پینتیس برس پر محیط ہے! کالج کے زمانہ میں یہ دوستی شروع ہوئی۔ نہایت صاحب ذوق تھے۔ شعر کہتے تو شاید نہیں تھے مگر شعر فہمی میں طاق تھے۔ دارالصدر شمالی کی ایک نہایت بوسیدہ کوٹھی میں رہتے تھے ان کے والد شاید انگلستان میں تھے۔ والدہ اور بہن بھائیوں کے ساتھ یہ رہتے تھے۔ پھر ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ سب بہن بھائی رل گئے۔ سلیم سب سے بڑا تھا اس لئے زیادہ رلا! اکنامکس میں ایم اے کیا۔ کراچی گیا پھر لندن اور پھر کینیڈا۔ پھر یوں ہوا کہ مجھ سے قضا ہو گیا وہ شخص! زندگی کے آخری چھ سات برس نہایت لاچاری میں بسر کیے۔ فالج نے جسم کو گھن کی طرح کھالیا۔ بیوی اور بچوں نے اپنی سی خدمت کی ہوگی مگر جسم معذور ہو جائے تو انسان کتنا لاچار ہو جاتا ہے۔ خدا معلوم اس ہمہ وقت مستعد اور مصروف شخص نے لاچاری کا یہ زمانہ کس کرب میں گزارا ہوگا! محی الدین صاحب کے ساتھ ہم اس کی بیوی بچوں سے ملنے کے لئے اس کے گھر گئے۔ بھابھی نزہت سے پہلی بار ملے۔ کہنے لگیں "میں دس برس کی تھی کہ آپ کا نام سننا شروع کیا اور اب ملاقات ہو رہی ہے" ہم نے کہا "بی بی! عجیب بات ہے کہ آپ کے ابا ڈاکٹر بشیر احمد صاحب سے ہماری دوستی رہی۔ آپ کے بھائی الیاس بشیر سے ہماری گاڑھی چھنتی رہی اور آپ کے میاں سلیم سے تو دانت کاٹی روٹی کا تعلق تھا مگر آپ سے ملاقات ایسے وقت میں ہو رہی ہے جو بیوگی آپ کے ہاں ڈیرے ڈالے بیٹھی ہے۔ اب ہم کیا کہیں اور کیا نہ کہیں" اور واقعی ہمیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس نازک دل شاعرہ سے کن لفظوں میں تعزیت کریں۔ جتنی دیر بیٹھے خاموش بیٹھے رہے۔ کچھ دیر کے بعد اٹھے، نزہت کے سر پر ہاتھ رکھا، سلیم کی بیٹیوں کا ماتھا چوما اور خاموشی سے واپس آ گئے۔ دوبارہ ان کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں پڑی!

ایک روز پہلے سلیم اختر صدیقی کی قبر پر گئے تھے۔ اپنے خسر، ڈاکٹر بشیر احمد کے پہلو میں آسودہ ہے۔ قبر پر سبز سبز گھاس کی چادر ہے! سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے آسودہ رکھے۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے مگر جلد ہی آمین کہہ لی! جذبات نے زبان گنگ کر دی۔ کیا دعا مانگیں! اس جاں ہار نے تو زندگی میں ہی اتنی تکلیف جھیل لی تھی اللہ تعالیٰ نے ضرور اسے مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لیا ہوگا!

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اخلاق حسنہ ہمیں سکھائے ہیں ان کو سمجھ کر، ان کو سیکھ کر لازم ہے کہ آپ کے روحانی بدن میں غیر معمولی طاقت پیدا ہو اور وہی طاقت ہے جو آپ کے کام آئے گی۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء مطابق ۲۸ اخاء ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

الحمدللہ کہ ایک لمبے سفر کے بعد جس میں پانچ جمعے باہر ادا کرنے پڑے اب میں آج یہ خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن سے دے رہا ہوں۔ امریکہ اور کینیڈا کے دورے پہ اگرچہ پانچ ہفتے سے زائد خرچ ہو گیا دونوں اتنے وسیع ممالک ہیں کہ وہاں یہ پانچ ہفتے بھی بہت تھوڑے دکھائی دیتے ہیں فاصلے بہت زیادہ ہیں اور پھر جماعتیں بہت پھیلی ہوئی ہیں ان سب کا اکٹھا ہونا، ان سے ملاقاتیں، ان کے دوسرے ضروری مسائل کے حل کے لئے ان کے ساتھ بیٹھ کے گفتگو کرنا اتنا زیادہ کام تھا کہ جاتے ہوئے تو میرا خیال تھا کہ بہت لمبا عرصہ ہو گا لیکن جب گزرا ہے تو پتہ بھی نہیں لگا کہ کس وقت گزر گیا بہت تیزی کے ساتھ مصروفیت کا وقت چلتا ہے اور اگر وقت خالی ہو تو ٹھہر جاتا ہے پس اس پہلو سے ان کا وقت بھی تیزی سے گزرا اور میرا وقت بھی بہت تیزی سے گزرا اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت مفید مصروفیت رہی۔ میں نے اس آخری خطبے میں جو نیویارک سے دیا تھا احباب جماعت امریکہ کا بھی اور کینیڈا کا بھی شکریہ تو ادا کر دیا تھا اور کچھ تبصرے بھی کئے تھے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جتنی محنت امریکہ کی جماعتوں نے کی ہے وہ بہت زیادہ شکریہ کی نہیں تو دعاؤں کی محتاج ہے کیونکہ بہترین شکریہ تو دعا ہی کے ذریعہ ادا ہوتا ہے۔

بہت لمبے عرصے تک مسجد کے سلسلے میں ساری جماعت نے محنت کی اور امیر صاحب یو۔ایس۔اے ایم۔ ایم۔ احمد صاحب نے تو بڑی سنگین بیماری کے باوجود بہت لمبے عرصے تک اس بوجھ کو خود اٹھایا تمام اہم اجلاسوں میں خود شریک ہوتے رہے اور اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ کس قدر تکلیف میں تھے اور آخر وقت تک اس بوجھ کی وجہ سے ان کے جسم پہ نقاہت اور گہری تھکاوٹ کے آثار دکھائی دیتے تھے مگر الحمدللہ کہ جب یہ سارا بوجھ گلے سے اترا ہے اب ان کی صحت پہلے سے بہت بہتر تھی اللہ کے فضل کے ساتھ۔ باقی کارکنوں نے بھی ان کے نائب برادر مظفر احمد جو نائب امیر یو۔ایس۔اے ہیں انہوں نے بھی بہت محنت کی ان کے دوسرے ساتھیوں نے بھی۔ جنرل سیکرٹری صاحب ملک مسعود صاحب جو افسر جلسہ بھی تھے، ان سب نے اور ان کے سب ساتھیوں نے بہت لمبے عرصے سے مسلسل محنت کی ہے اور وہ کہتے تو نہیں تھے ان کے چہروں سے اس کے آثار ظاہر تھے اور پھر وقتی طور پر جلسے کے کاموں میں وقتی مصروفیت کے پیش نظر جن کارکنوں نے جلسے کے دوران کام کیا ہے وہ اس کے علاوہ ہیں۔ پھر جس جگہ ہم گئے وہاں کے کارکن کچھ دن پہلے کام شروع کر دیتے تھے کچھ دن بعد تک کاموں کو سمیٹنے کا بوجھ ان پر رہتا تھا۔ ان سب کے لئے میں جماعت سے عمومی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ ان کی کوششوں کو بار آور بنائے۔ جہاں تبلیغ کے سلسلے میں انہوں نے رابطے پیدا کئے اور بڑی محنت سے اپنے تعلقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یا بعض دفعہ اجنبیوں کو بھی اپنے جلسوں میں شرکت پر منتوں کے ذریعے مجبور کیا وہ بھی ایک ایسا فعل ہے جس پر مجھے امید ہے کہ اللہ رحمت کی نظر کرے گا۔

نیویارک میں ایک Senator تھے یا ممبر کانگرس تھے وہ ہمارے Reception پر تشریف لائے تو اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ بات یہ ہے کہ میرا علاقہ یہ نہیں ہے۔ میں دوسرے علاقے سے آیا ہوں اور میرے آنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ جو شخص مجھے بلانے پر مامور تھا اس کا ایسا انکسار تھا اس قدر لجاجت تھی اس طرح بار بار وہ مجھے کہتا رہا کہ میرے لئے انکار ممکن ہی نہیں رہا۔ اس لئے آیا تو سرسری طور پر ایک شخص کے ذاتی اخلاق سے متاثر ہو کر تھا لیکن یہاں آکر جو میں نے دیکھا ہے وہ اتنی عظیم بات ہے کہ میں خوش ہوں کہ میں نے وہ بات مان لی کیونکہ میرا آنا بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے ایسے اچھے جلسے، ایسے اچھے لوگ جس میں مدعو ہوں اور پھر ایسی اچھی باتیں کی جائیں یہ تو ایک قسمت کی بات ہے جو یہ نصیب ہو۔ یہ ان کے الفاظ تو نہیں مگر ان کے الفاظ کا مفہوم بعینہ یہی تھا جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں اس کے علاوہ بھی شکاگو میں یا دوسری جگہوں پہ، جہاں جہاں بھی مجالس ہوئی ہیں اور مہمانوں کو مدعو کیا گیا ہے صاف دکھائی دیتا تھا کہ بے حد محنت سے کام لیا گیا ہے اور کچھ لوگ جو واقف نہیں بھی تھے کارکنوں کے اخلاص کی وجہ سے وہ آنے پر مجبور ہو گئے۔ اس سے ہمیں ساری دنیا میں یہ سبق سیکھنا چاہئے کہ تبلیغ کے کام میں بھی اجنبیوں کو پہلے اخلاق ہی سے متاثر کیا جاسکتا ہے یا کیا جانا چاہئے محض پیغام دے دینا کافی نہیں ہے جب تک اخلاق عالیہ کے ساتھ اپنی ذات میں آپ غیروں کی دلچسپی پیدا نہیں کرتے اس وقت تک وہ آپ کے پیغام میں بھی کوئی دلچسپی نہیں لیں گے۔ اور یہ پیغام ایسا ہے جو باہر سے بدمزہ دکھائی دیتا ہے اور اس پیغام میں یعنی حقیقی اسلام کے پیغام میں یہ خاص بات ہے کہ باہر سے برا دکھائی دیتا ہے جب اس کے اندر انسان داخل ہوتا ہے تو جوں جوں آگے بڑھتا ہے اتنا ہی زیادہ جنت کے مناظر دکھائی دینے لگتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اخلاق حسنہ ہی تھا جس کی وجہ سے باوجود اس کے کہ بیرونی آنکھ نے شدید نفرت سے اسلام کو دیکھا پھر بھی ان کو کھینچ لائے اور ایک دفعہ جب وہ اندر داخل ہوئے تو ان کی کایا پلٹ گئی قرآن کریم اسی مضمون کو یوں بیان فرماتا ہے کہ جنت کا مقام ایسا ہے جس کے باہر ایک تکلیف دہ صورت حال ہوتی ہے۔ باہر سے اندر آنا مشکل ہے لیکن اندر اس کے بہت ہی پیارا منظر ہے اور سکون اور طمانیت ہے۔ پس تبلیغ کے وقت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ غیروں کو اسلام کی طرف بلانا ان کی نظر میں ایسا ہی ہے جیسے آگ کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ اگر پوری آگ نہ سہی تو ایک تکلیف دہ کانٹوں والے رستے کی طرف بلایا جا رہا ہے اور جب تک آپ کے اخلاق حسنہ ان پر اتنا اثر نہیں کرتے کہ آپ کی خاطر تکلیف اٹھانے پر مجبور ہو جائیں وہ اسلام میں دلچسپی نہیں لیں گے۔ جب ایک دفعہ لے بیٹھیں اور ان کو اسلام کا پیغام براہ راست ملنا شروع ہو جائے تو پھر آپ کا واسطہ بیچ میں سے غائب ہو جائے گا۔ پھر اسلام اپنے حسن سے ان کو بڑے زور سے کھینچے گا۔ پس یہی وہ راز ہے جس کو اہل نظر، اہل بصیرت سمجھتے ہیں اور اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کے سامنے ایک امریکن Sena-tor یا کانگرس مین جو بھی وہ تھے ان کی گواہی پیش کی ہے۔ بالکل یہی بات انہوں نے کی کہ جب میں آنے لگا تھا تو دل پہ بوجھ تھا کہ میں کیوں جا رہا ہوں میں خود نہیں سوچ سکتا تھا سوائے ایک شخص کے اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر میں یہ کام کر نہیں سکتا تھا، مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن جب آیا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک بڑی نعمت ہے جس میں فائدہ اٹھا رہا ہوں اور بہت اچھا کیا کہ میں یہاں چلا آیا۔ باوجود اس کے کہ ان کو جلدی تھی ان کے کچھ اور بھی ایسے کام تھے جو پہلے سے طے شدہ تھے گھر کی بھی کچھ مجالس تھیں جن میں جانا تھا پھر بھی وہ کھانے کے وقت تک ٹھہرے رہے اور میں جب تک مصروف رہا ہوں اس وقت تک انتظار کرتے رہے جب میں فارغ ہو کے واپس آیا تو پھر انہوں نے مجھے کہا کہ میں آپ کا شکریہ ادا کر کے اب اجازت لینا چاہتا ہوں۔

تو تمام دنیا میں اس وقت طبیعتوں کی شرافتیں آپ کی منتظر ہیں اور دنیا میں بھی عملاً یہی حال ہے کہ ان کی جنتیں اندر چھپی ہوئی ہیں۔ ان کے بداعمال اور دنیا کے اثرات ان کے باہر ہیں آپ کو بھی تو محنت کر کے ان کے اندر کی جنت ڈھونڈنا ہو گی اور جب تک آپ تکلیف کر کے،

ان کی بداخلاقیوں سے بے پرواہ ہو کر ان کے اندر سرایت کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کو بھی جنت نہیں ملے گی تو یہ دونوں طرف کا معاملہ ہے ذرا مختلف نوعیت کا۔ اسلام کے سامنے جو بظاہر آگ دکھائی دیتی ہے وہ تو ایک فرضی آگ ہے حقیقی آگ نہیں ہے لیکن دنیا کی بداخلاقیوں کی جو باڑ ان کے ارد گرد لگی ہوئی ہے اور آگ جل رہی ہے یہ حقیقی ہے اس کو عبور کرنا واقعۃً بہت مشکل ہے لیکن ہر انسان کے اندر ایک جنت موجود ہے یہ یاد رکھیں جس کو آپ بد سے بد سمجھتے ہیں اس کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے کوئی حسن دفن کر رکھا ہے۔ پس مومن کا کام ہے کہ خود کوشش کر کے ان حسن کے دفینوں تک پہنچے ان سے استفادہ کرے اور ان کو ابھار کر اس کے مالک کے سامنے پیش کرے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اس کے پاس بھی حسن کی ایک دولت ہے ورنہ تو صحرائے عرب کی طرح کا حال ہو گا کہ جہاں تیل کے دفینے موجود تھے لیکن اس ملک کے باشندوں کو علم نہیں تھا کہ کیا ہے۔ غیروں نے آکر محنت کی اور ان دفینوں کو باہر نکالا تب ان کو قدر آئی کہ اس صحرا میں خدا نے کیسی کیسی دولتیں ہمارے لئے اکٹھی کر رکھی تھیں تو انسانوں میں بھی جن کو آپ صحرا سمجھتے ہیں وہ سب صحرا نہیں ہوا کرتے۔ ظاہری طور پر دنیاداری ان کو صحرا بنا دیتی ہے لیکن ہر شخص کے اندر خالق کا ایک حسن پوشیدہ ہے اس کو تلاش کریں تو ان کی جنت بھی باہر آجائے گی اور اس کے نتیجے میں اسلام سے جو گہرا رابطہ پیدا ہونا چاہئے وہ ان کے لئے زیادہ آسان ہو جائے گا کیونکہ اگر مزاج اسلام کے خلاف ہو تو پھر اسلام سے رابطہ پیدا کرنا مشکل کام ہے تو دونوں طرف کے سفر ہیں جن کی تیاری آپ ہی نے کرنی ہے ان کو اسلام کی طرف سفر پہ آمادہ کرنے کا کام بھی آپ ہی کا ہے، ان کی ذات میں ان کی ودیعت ہوئی ہوئی خوبیوں کی تلاش کرنا اور ان کا کھوج نکال کر ان کو باہر لانا اور ان کی نظر کے سامنے کرنا یہ بھی آپ ہی کا کام ہے اور اگر دعا کر کے آپ یہ کام کریں تو یہ مشکل کام نہیں ہے۔

> **جب تک اخلاق عالیہ کے ساتھ اپنی ذات میں آپ غیروں کی دلچسپی پیدا نہیں کرتے اس وقت تک وہ آپ کے پیغام میں بھی کوئی دلچسپی نہیں لیں گے۔**

آج کل ہم تبلیغ کے جس دور میں داخل ہوئے ہیں اس میں ہمارے معیار جلد جلد بڑھ رہے ہیں اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب اس کے بعد اگلا قدم اٹھانا دوبھر ہو گا۔ ہر چڑھائی پر چڑھنے والا جانتا ہے کہ ایک چوٹی جو دکھائی دیتی ہے اس تک پہنچنا بہت مشکل دکھائی دیتا ہے مگر جب آپ پہنچ جاتے ہیں تو ایک سکون نصیب ہوتا ہے مگر پھر اگلی چوٹی پہلے سے بھی زیادہ مشکل ہو جاتی ہے اور پھر اس سے اگلی چوٹی اس سے بھی زیادہ مشکل ہو جاتی ہے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ آپ اگر ایک بلندی طے کر چکے ہیں تو دوسری بھی اسی آسانی سے کر سکیں گے۔ ہر اگلی بلندی پہلے سے زیادہ مشکل ہوتی چلی جاتی ہے اس لئے میں آپ کو ذہنی طور پر اس کے لئے تیار کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال جو ہم نے دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہے اس کے لئے پہلے سے زیادہ محنت کرنی ہو گی، زیادہ ہم سفر ڈھونڈنے ہوں گے جو آپ کے کاموں میں آپ کے ہاتھ بٹائیں اور اخلاق حسنہ سے ضرور مزین کرنا ہو گا۔ اس کے بغیر یہ سفر طے نہیں ہو سکتا۔ اس کے بغیر آپ دلوں کے علاقے فتح نہیں کر سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ مشکل کام بھی دعاؤں سے آسان ہو جاتے ہیں۔ دعائیں کریں تو انشاء اللہ آپ کے یہ کام آسان ہو جائیں گے وہاں بھی میں نے دیکھا ہے اور بعض بہت سے دوستوں سے جو ملا جنہوں نے اچھے کام کئے تھے تو سب نے یہی کہا کہ حقیقت میں ہم دعائیں کرتے تھے اور یہ اللہ کا احسان ہے کہ دعاؤں کی وجہ سے خدا نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے۔

پس جماعت احمدیہ تو دعا کا ایک زندہ معجزہ ہے اگر دنیا میں کسی نے دعا کی حقیقت پائی ہو تو صرف احمدیت ہے جس سے دعا کی حقیقت زندہ حقیقت کے طور پر سامنے آسکتی ہے۔ پس آپ دعائیں کرتے رہیں اور محنت کریں اور اخلاص کے ساتھ آگے قدم بڑھائیں۔ سب دنیا کے شریف ہمارے منتظر ہیں اور شرافت ہر جگہ موجود ہے یہ دو یقینی باتیں ہیں جن کو دل میں جاگزیں کر کے یقین کے ساتھ، مستحکم قدموں کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سفر آسان فرما دے گا۔

اس مختصر تبصرے کے بعد اب میں اس مضمون کی طرف واپس آتا ہوں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے الفاظ میں آپ تک بعض نصیحتیں پہنچا رہا ہوں ان کا تعلق اخلاق حسنہ ہی سے ہے۔ وہ اخلاق جن پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں ان اخلاق کو اپنائیں گے تو اس کا نام اخلاق حسنہ کو اپنانا ہے ورنہ دنیاوی اخلاق تو محض کھوکھلے اور سطحی ہوا کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ تین اخلاق ایمان کا تقاضا ہیں یعنی تین اخلاق ایسے ہیں کہ جو ہر مومن کے لئے اپنانے لازم ہیں جن کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ پس جب آپ مومن بنتے ہیں ایمان لے آتے ہیں تو لازم ہے کہ وہ تین ایمان کی علامتیں آپ کی ذات میں ظاہر ہوں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ "غصہ آئے تو اس کے باوجود وہ غصہ مومن کو باطل کام میں اور گناہ میں ملوث نہیں کر سکتا"۔ جہاں خدا کی اجازت کی حدود دکھائی دے رہی ہیں وہاں تک رہتا ہے اور اس کا غصہ اسے ان حدود سے تجاوز کرنے پر کبھی آمادہ نہیں کر سکتا۔ جانتا ہے کہ اس غصے کے اظہار کے وقت اگر میں نے اس حد سے آگے قدم بڑھایا تو اللہ کی رضا سے باہر چلا جاؤں گا اور جھوٹ اور بے ہودہ باتوں پر بھی غصہ اس کو آمادہ نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا اور وہی شخص جو غصے میں اپنے آپ کو قابو میں رکھتا ہے، مومن "وہ جب خوش ہو تو اس کی خوشی بھی اس کو حق کی حدود سے باہر نہیں پھینکتی"۔ پس دو اہم انسانی جذبات ایسے ہیں جو حد سے تجاوز کرنے پر انسان کو آمادہ کرتے ہیں ایک غصہ اور ایک خوشی۔ اور انسانی زندگی کی بہت سی بے ہودہ حرکتیں اور باطل عادات اور ظلم و ستم کی واردات زیادہ تر انہی دو حالتوں میں سرزد ہوتی ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک سچا ایمان لانے والا غصے میں حد سے نہیں بڑھتا اور حد سے تجاوز کر کے کسی پر ظلم نہیں کرتا یہ مفہوم ہے۔ اور خوشی میں حد سے تجاوز کر کے اپنی ذات پر ظلم نہیں کرتا۔ خوشی کے ظلم اکثر اپنی ذات پر ہوتے ہیں اور غصے کے ظلم اکثر دوسروں پر ہوتے ہیں اگرچہ نتیجۃً تو دونوں ہی اپنی ذات کے خلاف ہیں۔

> **ہر شخص کے اندر خالق کا ایک حسن پوشیدہ ہے اس کو تلاش کریں تو ان کی جنت بھی باہر آجائے گی اور اس کے نتیجہ میں اسلام سے جو گہرا رابطہ پیدا ہونا چاہئے وہ ان کے لئے زیادہ آسان ہو جائے گا۔**

پھر فرمایا "اور جب اسے قدرت اور اقتدار ملتا ہے تو اس وقت وہ اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا" طاقت ہوتے ہوئے بھی، اس بات کی استطاعت کے باوجود کہ جتنا چاہے لے لے جب اس کا حق ختم ہوتا ہے وہیں ٹھہر جاتا ہے اور ہاتھ آگے نہیں بڑھتا (المعجم الصغیر للطبرانی باب من اسمہ احمد)۔ یہ تین بہت ہی گہری خوبیاں ہیں جن کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایمان سے وابستہ فرمایا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایمان سے ان کا کیا تعلق ہے؟ ہمارا نصب العین ایمان بالغیب ہے اور اللہ کی ذات پر ایسا یقین ہے باوجود اس کے کہ ہمیں وہ دکھائی نہیں دے رہی، ایسا کامل یقین ہے جیسے وہ حاضر ہو جائے تو خدا تعالیٰ جو غائب بھی ہے اور حاضر بھی ہے وہ یہ معنے بھی رکھتا ہے کہ بہت سی دنیا ہے جن کی نظر سے خدا ہمیشہ غائب ہی رہتا ہے اور بہت سے ایسے مومن ہیں کہ اس غائب کو بھی حاضر کی طرح دیکھنے لگتے ہیں پس جو حاضر ہو جائے اس کی موجودگی میں انسان کا طرز عمل ایک خاص رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ جب قانون نافذ کرنے والے اداروں کے نمائندے حاضر ہوں تو اس وقت قانون شکنی کرنے والا کوئی بہت ہی ڈھیٹ اور بے حیا ہو گا جو دیکھتے ہوئے کہ مجھ پر سب کی نظریں ہیں پھر بھی وہ قانون شکنی کرے۔ ایسے شخص بعض دفعہ ڈاکو ہوتے ہیں بعض دفعہ اور جابر اور ظالم ہوتے ہیں وہ کچھ عرصے تک ایسی بے حیائیاں کرتے رہتے ہیں پھر آخر پکڑے جاتے ہیں مگر اللہ کے معاملے میں تو جرات کا کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔ اگر خدا کو انسان حاضر سمجھ لے تو پھر اس کے نتیجے میں مستقلاً انسان کے مزاج اور طبیعت میں ایسی تبدیلیاں پیدا ہونی لازم ہیں کہ جب وہ غصے میں آپے سے

اکمل
کی مٹھائیوں کی تو بات ہی کچھ اور ہے
ASC 1974
AKMAL SWEET CENTER & FAST FOOD
ELBESTR. 22 · TEL. (0 69) 23 31 80 / 23 48 47
60329 FRANKFURT AM MAIN

باہر ہو رہا ہو جو یہ دیکھ رہا ہو کہ مجھے کوئی دیکھ رہا ہے اب آپ دیکھ لیں کہ اگر غصے کی حالت میں آپ کوئی بے ہودہ بات کر رہے ہیں اور کوئی ایسا شخص آ جاتا ہے جس کے سامنے آپ کو بے ہودہ باتوں میں شرم آتی ہے تو فوراً اپنی زبان کو آپ کنٹرول میں کرتے ہیں کسی اور کے بچے پر مثلاً ہاتھ اٹھا بیٹھیں اور اس کے ماں باپ سامنے سے آتے دکھائی دیں تو مجال ہے کہ وہ ہاتھ گرے وہ فوراً واپس ہو جائے گا اور شرمندگی کے ساتھ واپس ہو گا تو دیکھنے والا ایسا ہے جس کے اوپر یہ مثال صادق آ رہی ہے۔ آپ اس کو دیکھ رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس کی مخلوق ہے اور وہ ماں باپ سے زیادہ ان سے پیار کرنے والا ہے ان کا حق مارنے والے کو کس نظر سے دیکھے گا۔ پس غصہ خواہ کیسے ہی تقاضے کرتا ہو ایک مومن وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے ہاتھ روکے رکھتا ہے اور اس حد سے آگے نہیں بڑھتا جس حد سے آگے خدا کا حکم ہے کہ نہ بڑھا جائے۔

اس سال جو ہم نے دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہے اس کے لئے پہلے سے زیادہ محنت کرنی ہوگی، زیادہ ہم سفر ڈھونڈنے ہوں گے جو آپ کے کاموں میں آپ کے ہاتھ بٹائیں اور اخلاق حسنہ سے ضرور مزین کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر یہ سفر طے نہیں ہو سکتا۔ اس کے بغیر آپ دلوں کے علاقے فتح نہیں کر سکتے۔

اور دنیا میں اکثر فساد جو انفرادی تعلقات کے دائرے میں آتے ہیں غصے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ بہت سے دوست عمر بھر کی دوستی کو غصے کے ایک لمحے میں ہمیشہ کے لئے ضائع کر بیٹھتے ہیں اور غصے کی حالت میں بعض دفعہ ایک انسان ایسے بہیمانہ جرم میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے پہلے اس کے بغیر وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یعنی غصے کی حالت کے بغیر وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس سے ایسا جرم ہو سکتا ہے لیکن غصے کی حالت میں تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ جیسا کہ امریکہ میں خصوصاً نیویارک میں بارہا ایسے واقعات سامنے آئے ہیں اپنے بچے کا سر دیوار سے ٹکرا کے پھوڑ دیتے ہیں یہاں انگلستان میں ایک پروگرام میں میں نے دیکھا کرائمز کے متعلق کہ بہت سے شرابی ہیں جو بہت حساس ہو جاتے ہیں وہ گھر واپس آتے ہیں بیوی ان سے شکوہ کرتی ہے کہ کیوں دیر سے آئے ہو غصہ آتا ہے اور غصے کی حالت میں خود اپنی بیویوں کے سر دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر ان کو قتل کر دیتے ہیں تو غصے کی حالت میں انسان پاگل ہو جاتا ہے اور غصہ حد سے تجاوز کی طرف لے کے جاتا ہے پس جب حد سے تجاوز ہو تو انسان کا اپنے ذہن پر کوئی کنٹرول نہیں رہتا اسی لئے غصے کو جنون کہا جاتا ہے مگر خواہ کیسا ہی جنون ہو اگر وہ سامنے کھڑا ہو جس سے آپ خوف کرتے ہیں، جس کا خوف رکھتے ہیں، جسے مقتدر سمجھتے ہیں جانتے ہیں کہ وہ اس کی سزا دے سکتا ہے تو اچانک وہ غصہ بیٹھ جائے گا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایمان کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے غصے میں حد اعتدال پر قائم رہنا۔

خوشی کا بھی یہی حال ہے خوشی کی حالت میں انسان ہزار پاگلوں والی حرکتیں کر بیٹھتا ہے لیکن اگر ایک مالک اور مقتدر سامنے کھڑا ہو جس نے بعض دائرے کھینچ رکھے ہوں کہ ان دائروں سے آگے نہیں بڑھنا تو خوشی کے وقت بھی وہی تجاوز سے بچنے کا طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر انسان سمجھے اور اس پر کامل ایمان رکھے۔

تیسری بات فرمایا کہ جب اقتدار ملتا ہے تو اس کے باوجود وہ دوسرے کے حق پر نظر نہیں ڈالتا اور ذرہ بھر بھی اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا اس میں بھی یہی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو تو اس کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کو مالک سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو مالک نہیں سمجھتا خدا پر ایمان اس کے کامل طور پر مالک ہونے کے تصور کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جسے انسان اپنا حق سمجھتا ہے وہ اتنا ہی ہے جتنا مالک نے دیا ہوا ہے اس سے زیادہ نہیں ہے۔ پس یہ اتفاق ہے کہ وہ عارضی طور پر دنیا میں قادر بنایا گیا ہے یا مقتدر بنا دیا گیا ہے ایک بادشاہ قانون پر فائز ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ اپنی مرضی کے قوانین بھی بناتا ہے حالانکہ اس کو اس کا حق نہیں ہوتا۔ اور قانون ہو یا نہ ہو جو ظالم بادشاہ ہیں یا ڈکٹیٹر ہیں وہ عوام کے حق سے چھین کر ان کے پیسے کو اپنی ذات یا اپنے خاندان کے لئے استعمال کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی اجازت نہیں دی ہوئی۔ تو چونکہ وہ اپنے آپ کو مالک سمجھنے لگتے ہیں اس لئے یہ حرکت سرزد ہوتی ہے ورنہ ناممکن ہے کہ ہو۔ مالک کوئی اور ہو اور طاقت والا بھی ہو تو کسی کی مجال ہے کہ اس کے مال میں سے کچھ لے۔ تو بنی نوع انسان کا مال اسے خدا کا مال دکھائی دیتا ہے اور جب دوسرے کا مال خدا کا مال دکھائی دے تو پھر جرات نہیں ہو سکتی کہ اس پر انسان ہاتھ ڈالے تو یہ شخص تین حالتوں میں آزمایا جاتا ہے اور تین حالتیں اس کے ایمان کے حق میں گواہ بنتی ہیں یا اس کے ایمان کے خلاف گواہی دیتی ہیں۔ غصے کی حالت، خوشی کی حالت اور اقتدار کی حالت۔ جب آپ کے سپرد کوئی حکومت کی جائے یا کسی تھوڑے دائرے میں انتظام سپرد کیا جائے تو آپ کے اندر کوئی ایک ذرہ بھی ایسی فخر کی حالت پیدا نہیں ہوتی کہ اس کے نتیجے میں آپ کوئی غلط قدم اٹھا سکیں۔ یہ بہت ہی اہم نصیحت ہے اسے جماعت احمدیہ فطرت ثانیہ کی طرح اپنی عادت اور اپنے رگوں میں دوڑتے ہوئے جذبے کی طرح داخل کر لے تو بہت بڑے مسائل سے ہمیں نجات مل سکتی ہے۔ روز مرہ کے جھگڑوں میں زیادتیاں، بد کلامیاں، خواہ وہ خاندانی سطح پر ہوں، ساس بہو کی باتیں ہوں یا خاوند اور بیوی کے تعلقات کے بگاڑ کے قصے ہوں ہر جگہ آپ دیکھیں گے اور اسی طرح دوستوں کے معاملات میں بھی کہ غصے کی حالت میں سارا امن کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور خوشی کی حالت میں انسان بے راہروی اختیار کرتا ہے جب اسے کچھ زیادہ نصیب ہو جائے تو اپنے خرچ کو متوازن نہیں رکھتا۔ بعض دفعہ خوشی کی حالت میں وہ قرضے لے لے کر بھی، دکھاوے کی خاطر کہ خوشی کا دن ہے اپنے اوپر بہت سے بوجھ اٹھا لیتے ہیں اور وہ قرض واپس کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ پس ساری عمر کا ایک عذاب ہے جو انہوں نے اپنے سر منڈھ لیا ہے پس اس کو روز مرہ کی زندگی پہ چسپاں کر کے دیکھیں تو ہر روز یہ تین چیزیں ہمارے لئے آزمائش بنتی ہیں اور بسا اوقات ہم ان میں شکست کھا جاتے ہیں اور اس آزمائش پر پورے نہیں اترتے۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو راضی ہوا اس کا بیان کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا "ابتلیٰ" کیا۔ اسے آزمایا اور ہر بار اس آزمائش پہ وہ ہمیشہ پورا اترا۔ پس یہ آزمائشیں کوئی ایسی آزمائشیں نہیں ہیں جو دور کی خیالی دنیا کی باتوں سے تعلق رکھتی ہوں۔ یہ روز مرہ کی آزمائشیں ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے ہر حال میں آزمائش پر پورا اترتے دیکھا۔ باقی انبیاء بھی اپنے اپنے مقام اور توفیق کے مطابق پورا اترے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم کے حق میں جو یہ گواہی ملی تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس میں ایک غیر معمولی مقام رکھتے تھے ہر آزمائش کے وقت وہ سوچتے تھے اور غور کرتے تھے کہ کس میں خدا کی رضا ہے کس میں خدا کی ناراضگی ہے اور ہمیشہ رضا کی جانب قدم اٹھاتے تھے ناراضگی کی طرف اپنے قدم اٹھنے نہیں دیتے تھے یعنی بالارادہ روک لیتے تھے یہ وہ ابراہیمی صفات ہیں جن کو ہمیں اپنانا ہو گا کیونکہ ان کا زندگی سے تعلق ہے۔ انہی صفات کے نتیجہ میں ان کو زندگی کا راز سمجھایا گیا کہ تو پرندوں کو سدھا اور پھر دیکھے گا کہ پرندے تیرے حکم کے مطابق تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر سمت سے اڑتے ہوئے تیری طرف واپس آ جاتے ہیں۔ ان سب باتوں کا صفات سے تعلق ہے اور صفات الٰہیہ سے تعلق ہے جو اسی کو عطا کی جاتی ہیں جس کے اندر آزمائش میں پورا اترنے کا مادہ پایا جاتا ہے محض اپنی توفیق سے صفات الٰہیہ نصیب نہیں ہوا کرتیں۔ پس ان دونوں باتوں کا گہرا تعلق ہے "فاتمھن" جو فرمایا کہ ابراہیم کو جب ہم نے آزمائش میں ڈالا تو ہر آزمائش پر وہ پورا اترا اور اس کے بعد صفات الٰہیہ کا جو ظہور ہوا ہے ابراہیم علیہ السلام کی ذات میں وہ اسی کا انعام تھا۔ پس اگر آپ نے خدا کے رنگ سیکھنے ہیں اور خدا کے رنگ اختیار کئے بغیر آپ دنیا کو خدا کے رنگ دے ہی نہیں سکتے تو پھر لازم ہے کہ ان امتحانوں میں پورا اتریں اور یہ تین امتحان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمارے سامنے کھول کر بیان فرما دیئے ہیں یہ امتحان ایسے ہیں جن کا زندگی کے ہر دائرے سے تعلق ہے اور بدنصیبی ہے انسان کی کہ وہ اپنی زندگی کے ہر دائرے میں ان تین امتحانوں میں اکثر ناکام ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کو بڑے غور اور حکمت کے ساتھ اس مضمون کو سمجھنا ہے اور اپنی ذات میں اسے جاری کرنا ہے کیونکہ ہمارے بہت سے کام پڑے ہوئے ہیں پچھلے سال جو خدا نے ہمیں توفیق عطا فرمائی تھی اس سے دگنے کا ہم نے عزم باندھا ہے خدا کی توفیق کے مطابق ہی فیصلہ ہو گا۔ مگر انسانی ہمت کا جہاں تک تعلق ہے اللہ پر توکل کرتے ہوئے ہم نے دگنے کا عزم باندھا ہے تو اس دگنے کام کے لئے کچھ طاقت بھی تو دگنی ہونی چاہئے۔ وہ طاقت کہاں سے ملے گی یہ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں دعائیں کریں اور دعاؤں کے ساتھ آزمائشوں میں پورے اترنے

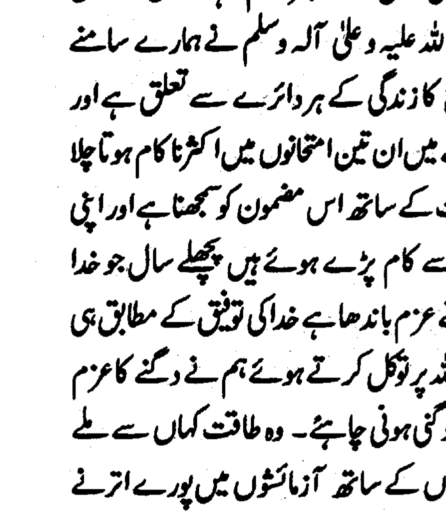

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE
GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

کی بالارادہ کوشش کریں اس نیت کے ساتھ کوشش کریں کہ مجھے پہلے سے بڑھ کر طاقتور ہونا ہے کیونکہ میرا بوجھ بڑھ گیا ہے۔ اور یہ حسابی بات ہے اگر بڑے بوجھ کے اٹھانے کا ارادہ کرتے ہیں تو لازماً اپنے وجود کی پرورش کرنی ہوگی جسم کمانا ہوگا اور اس کے بغیر بڑے بوجھ کے اٹھانے کی باتیں کرنا محض ایک دیوانے کی بڑ ہے اس کی اس کے سوا کوئی حقیقت نہیں ہے۔

آپ جب ارادہ کرتے ہیں کہ ہم نے پہلے سے دوگنا پھل حاصل کرنا ہے تو پہلے سے دوگنی محنت کرنی ہے لیکن محنت سے زیادہ اپنے وجود میں وہ طاقتیں پیدا کرنی ہیں جن کے نتیجہ میں پھر محنت نہیں ہوتی بلکہ شوق اور آسانی کے ساتھ وہ کام سرانجام پاتے ہیں جو بعض دوسروں کو محنت سے کرنے پڑتے ہیں۔ محنت زیادہ لمبے عرصے تک اس طرح کرنا ممکن نہیں ہوتا کہ ہر دفعہ محنت کرنے کے بعد آپ کا جسم چور چور ہو جائے اور بدن کا انگ انگ دکھنے لگے۔ ایسی محنت سے آہستہ آہستہ دل متنفر ہو جاتا ہے پس ضروری ہے کہ مستقل ورزش کرتے ہوئے اپنی طاقت کو اتنا بڑھاتے چلے جائیں کہ وہ محنت دوسرے کو تو دکھائی دے آپ کے لئے ایک طبعی اور فطرت کے میلان کے مطابق کام بن جائے یعنی فطرت کے خلاف چلتے ہوئے آپ کو وہ کام نہ کرنا پڑے۔ اپنی فطرت کے میلان کے مطابق اپنی بڑھتی ہوئی طاقتوں کے نتیجے میں وہ کام آپ کو آسان دکھائی دے۔ اور یہ کوئی کہانی کی بات نہیں یہ اسی طرح عملی حسابی بات ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اخلاق حسنہ ہمیں سکھائے ہیں ان کو سمجھ کر، ان کو سیکھ کر لازم ہے کہ آپ کے روحانی بدن میں غیر معمولی طاقت پیدا ہو اور وہی طاقت ہے جو آپ کے کام آئے گی۔ یہ پہلی حدیث جو تھی یہ المعجم الصغیر للطبرانی سے لی گئی تھی۔ اب جو حدیث ہے یہ ترمذی باب صفة القیامة سے لی گئی ہے۔

> جماعت احمدیہ تو دعا کا ایک زندہ معجزہ ہے اگر دنیا میں کسی نے دعا کی حقیقت پائی ہو تو صرف احمدیت ہے جس سے دعا کی حقیقت زندہ حقیقت کے طور پر سامنے آسکتی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "الا اخبرکم بمن یحرم علی النار" کہ کیا میں تمہیں اس شخص کی خبر نہ دوں جس پر آگ حرام ہو جاتی ہے فرمایا کیا میں تم کو بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے؟ وہ حرام ہے ہر اس شخص پر جو لوگوں کے قریب رہتا ہے۔ یعنی نفرت نہیں کرتا ان سے نرم سلوک کرتا ہے یہ جو یعنی نفرت نہیں کرتا نرم سلوک کرتا ہے یہ "هین لین سهل" کا ترجمہ کیا گیا ہے اور ان کے لئے آسانی مہیا کرتا ہے، یہ بہت ہی اہم روزمرہ کا ایک دستور ہے جسے سمجھنا چاہئے کیونکہ یہ بہت ہی اہم راز ہمیں بتا دیا گیا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ جہنم کی آگ تم پر حرام کر دی جائے خدا تعالیٰ کی طرف سے اور کسی قیمت بھی تم جہنم میں داخل نہ ہو تو یہ آسان سا طریق اختیار کر لو۔ دعویٰ بہت مشکل اور طریق بہت آسان۔ لیکن آسان ہونے کے باوجود اکثر لوگ اسے اختیار نہیں کرتے اور وہ طریق یہ بیان فرمایا ہے کہ لوگوں سے دور نہ ہو ان کے قریب رہو ہر انسان جب ایک طبقے سے ترقی کر کے ایک اونچے طبقے میں داخل ہوتا ہے تو بالعموم اس پہلے طبقے سے بھی اور اس سے نچلے طبقے والوں سے بھی اس کا فاصلہ بڑھ جاتا ہے۔ پھر جب اور ترقی کرتا ہے اور ایک اور طبقے میں قدم رکھتا ہے تو اس کا فاصلہ اور بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جو امیر لوگ ہیں ان کے محلے الگ، ان کی کوٹھیاں الگ، ان کے سفر الگ، ان کا روزمرہ کا رہن سہن تمام دوسرے انسانوں سے کٹ کے الگ ہو جاتا ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے فطرتی طور پر ہمارے مزاج میں داخل ہونے والی کہ ہمیں اس کا شعور نہیں رہتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ فطرتی طور پر میں نے جو کہا یہ مراد نہیں کہ انسان کو اس فطرت پہ پیدا کیا گیا ہے فطرتی طور پر صرف ان معنوں میں کہہ رہا ہوں کہ ہمارے روزمرہ کے مزاج میں اتنی داخل ہو گئی ہے کہ گویا یہ فطرت ثانیہ بنی ہوئی ہے اور ہم محسوس نہیں کرتے کہ ہم دنیا سے الگ ہو رہے ہیں اور پہلوں سے کٹ رہے ہیں۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو اپنے ماں باپ سے بھی کٹ جاتے ہیں اور یہ بہت بڑی بدبختی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم لوگوں میں رہو، ان کے ساتھ رہو، ان سے کٹنا نہیں۔ اگر تم بنی نوع انسان سے کٹ گئے تو خدا سے کاٹے جاؤ گے۔ یہ مفہوم ہے اور جو بنی نوع انسان کے ساتھ رہتا ہے اللہ اس کے ساتھ رہے گا اور جس کے ساتھ اللہ رہے اس کے اوپر یقیناً جہنم حرام ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے لوگوں میں ہٹنے اور کٹنے کی عادت ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ غریب افراد کو ان کے گھر تک رسائی بھی نہیں رہتی پھر۔ ان کو مجلسوں میں ملتے ہیں تو ان کی آنکھیں بدلی ہوئی ہوتی ہیں شرم محسوس کرتے ہیں کہ یہ جو شخص غریب سا دکھائی دیا ہے ہمارے سے اس کا کوئی گہرا خونی رشتہ ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا بعض واقعات سے پتہ چلتا ہے اور یہ ایسے واقعات ہیں جو محض فرضی نہیں بلکہ حقیقتاً روزمرہ ہونے والے واقعات ہیں اور بعض اپنے تجربے میں میرے علم میں بھی ایسے آئے ہیں کہ بچہ امیر ہو گیا اور شادی بھی ایسی جگہ ہو گئی جو نخرے والی اور دنیا کی جدید تہذیب سے متاثر عورت تھی تو اس کے لئے یہ بات قابل شرم ہو گئی کہ میرا باپ میرے گھر میں رہے اور اس کے لئے پھر ذرا ہٹ کر کوارٹر بنا دیئے گئے اور اس کو ایسی حالت میں رکھا گیا کہ جب وہ لوگ آئیں تو ان کے سامنے نہ آئے۔ بعض اپنی ماؤں سے شرمانے لگ جاتے ہیں بعض اپنے باپوں سے شرمانے لگ جاتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک ایسے ہی گھر میں ایک بچہ اپنی پرانی چیزیں ایک کمرے میں جمع کر رہا تھا پرانا بستر، پرانے بوٹ تو اس کے باپ نے کہا کہ یہ تم کیا حرکت کر رہے ہو اس نے کہا میں وہی کر رہا ہوں جو آپ کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی پرانی چیزیں اپنے ابا کو دے دی ہیں پرانے بستر ان کے لئے کر دیئے ہیں تو میں نے کہا جب آپ بوڑھے ہوں گے تو مجھے بھی آپ کے لئے کچھ چیزیں جمع کرنی چاہئیں تو میں اپنی پرانی اور گندی چیزیں آپ کے لئے جمع کر رہا ہوں۔ یہ بچہ ذہین تھا، نیک فطرت تھا اس نے کیسا اچھا سبق اپنے باپ کو دیا۔ تو انسان جو غفلت کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے اس کو یہ بھی نہیں پتہ لگتا کہ میں کس سے کیا کر رہا ہوں اور جو عامة الناس ہیں جن سے اس کا کوئی رشتہ نہیں ان کے معاملے میں تو بہت ہی متکبر ہو جاتا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے لوگوں کے قریب رہتا ہے یعنی اپنے آپ کو لوگوں کا حصہ سمجھتا ہے اور یہی سبق دینے کے لئے مسجد میں ایک ایسا نظام جاری فرما دیا گیا جس میں ہر بڑا چھوٹا لازماً پانچ وقت ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا ہونے پر مجبور ہے۔ امیر سے امیر آدمی بھی اگر کھڑا ہے تو اس کے گھر کا معمولی نوکر بھی حق رکھتا ہے کہ اس کے ساتھ جا کے کھڑا ہو اور اس امیر کی مجال نہیں ہے کہ وہ اس کو دھکیل کے ایک طرف کرے یا اس سے ناراض ہو کہ تم میرے ساتھ لگ کے کیوں کھڑے ہو گئے کیونکہ وہ خدا کا دربار ہے اور وہی ایمان والی بات ہے جب ایمان غائب کو حاضر کر دے تو ہر دوسرا فاصلہ مٹ جاتا ہے ہر دوسرا خیال غائب ہو جاتا ہے صرف ایک عظیم وجود کی حاضری کا خیال ہے جو دل پر اور دماغ پر غالب رہتا ہے۔

> سب دنیا کے شریف ہمارے منتظر ہیں اور شرافت ہر جگہ موجود ہے یہ دو یقینی باتیں ہیں جن کو دل میں جاگزیں کر کے یقین کے ساتھ، مستحکم قدموں کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سفر آسان فرما دے گا۔

پس اسلام نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ اللہ کی نظر میں تمہیں لازماً خدا کے بندوں سے تعلق قائم رکھنا ہوگا کیونکہ اس کی نظر جسے اپنے بندوں سے تعلق قائم کرتے ہوئے دیکھے گی اسے پیار سے دیکھے گی اسے اپنا قرب عطا کرے گی اور اس بات کا نتیجہ یہ لازم ہوگا کہ اس پر جہنم حرام ہو گئی۔ پس جہنم کا حرام ہونا اس کے پیچھے ایک کہانی رکھتا ہے ایک اعمال اور مزاج کی کہانی ہے۔ اسے سمجھیں گے تو پھر جہنم حرام ہوگی ورنہ یہ کہ ہم لوگوں سے ملتے جلتے ہیں روز، کوئی بات نہیں ہم پر جہنم حرام ہو گئی، یہ بات غلط ہے۔ جہنم حرام ہونے کا فتویٰ بہت بڑا فتویٰ ہے اس کے پیچھے جو اعمال ہیں ان میں کوئی خاص گہری بات ہونی چاہئے جس کی وجہ سے محمد رسول اللہ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ جو یہ کرے گا اس پر جہنم حرام ہوگی کوئی معمولی اعلان نہیں ہے پس اس کی حکمت کو سمجھیں اور اپنے دل کو عامة الناس کے قریب کریں اور ان کے قریب ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہر وقت ان کے ساتھ کھڑے رہیں یہ تو ناممکن ہے۔ ان کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ

MOST COMPETITIVE PRICES
IN WORLD WIDE FREIGHT
FORWARDING & TRAVEL
ARIEL ENTERPRISES
26 LEGRACE AVENUE,
HOUNSLOW,
MIDDLESEX TW4 7RS
PHONE 081 564 9091
FAX 081 759 8822

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

ان کی بیماریوں پر، ان کی کمزوریوں پر، ان کی تکلیفوں پر نظر رکھیں خوشیوں میں ان کے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کریں ان کے غم بانٹنے کی کوشش کریں احساس رہے کہ یہ بھی میرے ہیں میں ان کا ہوں یہ بنیادی مزاج ہے جس پر آگ حرام کی جاتی ہے اور اسی کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بلاتے ہیں۔

> آپ جب ارادہ کرتے ہیں کہ ہم نے پہلے سے دوگنا پھل حاصل کرنا ہے تو پہلے سے دوگنی محنت کرنی ہے لیکن محنت سے زیادہ اپنے وجود میں وہ طاقتیں پیدا کرنی ہیں جن کے نتیجہ میں پھر محنت نہیں ہوتی بلکہ شوق اور آسانی کے ساتھ وہ کام سرانجام پاتے ہیں جو بعض دوسروں کو محنت سے کرنے پڑتے ہیں۔

چنانچہ فرمایا "تحرم" یعنی جہنم حرام ہوگی "علیٰ کل قریب هین لین سھل" ہر اس شخص پر حرام ہوگی جو آسان ہے لوگوں کے لئے، نرم ہے لوگوں کے لئے اور سہولت کے ساتھ مہیا ہے اور ان کی سہولتوں کا خیال رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک فرمائے گا۔ پس جہنم سے بچنے کا ایک آسان نسخہ ہے اور پیارا نسخہ ہے اور دعویٰ بہت بڑا ہے کہ جہنم سے بچا دیا جائے گا تو اگر آپ غور کریں اور ان صفات کے ساتھ بندوں کے قریب ہوں جو صفات بیان فرمائی گئی ہیں تو مشکل نہیں ہے کیونکہ نرمی میں مزہ ہے، سہولت دینے میں ایک مزہ ہے اور حسن سلوک میں ایک مزہ ہے۔ پس یہ مشقت کی باتیں نہیں ہیں، یہ وہ باتیں ہیں جو اپنی ذات میں لطف رکھتی ہیں تو دنیا میں بھی آپ لطف اٹھائیں اور جہنم سے بھی بچائے جائیں اس سے بہتر اور کیا سودا ہو سکتا ہے۔

مسلم کتاب الایمان میں ہے اور اس کا بیان ہے "انہ لایدخل الجنۃ الا المومنون" کہ جنت میں مومنوں کے سوا کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ حضرت تمیم داری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ "دین سراسر خیر خواہی ہے اور خلوص کا نام ہے" آنحضرتؐ کے الفاظ یہ ہیں (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) "الدین النصیحۃ"۔ "قلنا لمن" آپ نے فرمایا دین نصیحت ہے ایک نصیحت کا عام معنی ہے کسی کو نیک بات کہنا اور ایک نصیحت کا معنی ہوتا ہے سراسر خلوص اور خیر خواہی۔ تو یہاں نصیحت کے یہ معنے ہیں جو در حقیقت پیش نظر ہیں آپ نے فرمایا "الدین النصیحۃ" کہ دین تو نام ہی اخلاص اور خیر خواہی کا ہے اگر اخلاص اور خیر خواہی نہیں تو دین بے معنی اور بے حقیقت ہو جاتا ہے "قلنا لمن"، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کے لئے؟ خیر خواہی اور اخلاص کس کے لئے؟ تو آپؐ نے فرمایا "للہ و لکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم" آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے خیر خواہی، اللہ کے لئے خیر خواہی کا ترجمہ درست نہیں۔ یہاں یہ ہونا چاہئے اللہ کے لئے خلوص نیت۔ اللہ کی خیر خواہی کوئی انسان کیسے کر سکتا ہے تو یہاں اللہ کے لئے سے مراد یہ ہے اللہ کے لئے آپ کی نیتوں کا خالص اور پاک ہو جانا اس میں کوئی غیر اللہ کی ملونی نہ رہے۔

"ولرسولہ" اور رسول کے لئے بھی اپنے اخلاص کو کامل کر دیں اور پاک کر لیں۔

"ولائمۃ المسلمین" یہاں دونوں معنے داخل ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے اماموں کے لئے بھی پاک خیالات رکھیں خیر خواہی کے جذبات رکھیں اور ان سے بھی اخلاص کا تعلق رکھیں "وعامتھم" اور عامۃ المسلمین کے لئے بھی پاک صاف خیالات رکھیں اور ان سے بھی حسن سلوک کا معاملہ کریں ان کی خیر خواہی چاہیں۔ فرمایا یہ وہ چیزیں ہیں جو جنت میں داخل کرنے کے لئے ضروری ہیں اور خلاصہ یہ ہے کہ نصیحت یعنی اخلاص اور خیر خواہی کا تعلق یہی وہ باتیں ہیں جو انسان کو جنت عطا کرنے والی ہیں۔ یہ حدیث میں نے بیان کر دیا ہے مسلم سے لی گئی تھی۔ اب یہ دوسری حدیث ہے یہ بھی مسلم ہی سے لی گئی ہے کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهَا زَوْجِ النَّبِي ﷺ..... قَالَ: اِنَّ الرِّفقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ ولَا يُنزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ.

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی چیز میں جتنا بھی رفق اور نرمی ہو اتنا ہی اس کے لئے زینت کا موجب بن جاتا ہے اور جس سے رفق اور نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے۔ "زانہ" کا مطلب ہے اسے زینت بخشی اور "شانہ" کا مطلب ہے اس میں داغ لگا دیا اسے داغدار کر دیا اس میں بدصورتی پیدا کر دی۔ تو امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم امت میں رفق اور نرمی کو عام کرنا چاہتے تھے اور سمجھانا چاہتے تھے اور سمجھاتے رہے اور آج بھی آپ کا یہی پیغام ہے کہ اگر تم اپنے اعمال کو زینت بخشنا چاہتے ہو تو اپنے اندر نرمی کی عادت ڈالو اور سخت گیری اختیار نہ کرو اور ایک مبلغ کے لئے تو بہت ہی اہم ہے کہ وہ روزمرہ کی زندگی میں نرمی کی عادت ڈالے مشکل یہ ہے کہ اگر ایک انسان ایسے ماں باپ کے گھر میں پلتا ہے جو آپس میں ہمیشہ سخت کلامی کرتے رہے ترش روئی سے کام لیتے رہے تو بہت بعید بات ہے کہ ان کے بچے بڑے ہو کر نرمی اختیار کریں گے تو نصیحت سن کر اس پر عمل کی خواہش کرنا یا ادب سے یہ سوچنا کہ رسول اللہ کا کلام ہے مجھے کرنا چاہئے یہ ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے یہ گہرا مسئلہ ہے نرمی اور رفق لمبی تربیت کو چاہتے ہیں جن گھروں میں ماں باپ ترش رو ہوں اور بدکلام ہوں اور بات بات میں جھگڑنے والے ہوں بعض دفعہ ان کے بچوں میں ردعمل پیدا ہوتا ہے اور نرمی بھی پیدا ہو جاتی ہے لیکن اس نرمی کے ساتھ اپنے ماں باپ کے خلاف نفرت اور ان سے دوری بھی ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک طرف وہ نرمی سے لوگوں کی طرف جھکتے ہیں کیونکہ ان کو ردعمل ہو جاتا ہے اور دوسری طرف جن سے حسن سلوک کا قرآن حکم دیتا ہے ان سے وہ دور چلے جاتے ہیں تو یہ نرمی بھی برائی سے خالی نہیں ہوتی۔ اصل اخلاق کی نرمی وہ ہے جو بچہ اپنے با اخلاق، نرم رو اور خلیق ماں باپ سے سیکھتا ہے جس کے گھر میں گفتگو تہذیب سے ہو رہی ہے اس کے گھر میں بچے بالعموم بہت نرم رو پیدا ہوتے ہیں اور جب بڑے ہوتے ہیں تو معاشرے میں بھی ان کے گوشے سب دوسروں کے لئے نرم رہتے ہیں اور بداخلاق گھروں میں بداخلاق لوگ پیدا ہوتے ہیں اب ان کو آپ نصیحت کر کے دیکھ لیں نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے ایک بات کہی جا رہی ہے لیکن شاذ ہوگا جو بچپن سے بدخلق ہو تو یہ بات سنتے ہی ایک دم نرم رو ہو جائے۔

> اگر تم اپنے اعمال کو زینت بخشنا چاہتے ہو تو اپنے اندر نرمی کی عادت ڈالو اور سخت گیری اختیار نہ کرو۔

اس لئے میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ اتنی اہم نصیحت کو اگر آپ نے سنجیدگی سے دیکھنا ہے تو اس کے لئے لمبی محنت درکار ہوگی سب سے اول تو اپنے گھروں میں اپنا ماحول درست کریں اپنے تعلقات اپنی بیوی سے اور بیویاں اپنے تعلقات اپنے خاوندوں سے اور پھر ماں باپ اپنے بچوں سے اس طرح استوار کریں کہ تمام تعلقات میں ملائمت پائی جائے اور درشتگی نہ ہو، سختی نہ ہو کیونکہ جب کھردراپن آئے تو اس سے پھر آگ پیدا ہوتی ہے۔ جتنا بھی آپس کے معاملات میں کھردراپن ہو اتنا ہی اس سے قانون فطرت کے طور پر آگ پیدا ہوتی ہے اور وہی آگ ہے جو غصے میں تبدیل ہوتی ہے جو بعض دفعہ سارے معاشرے کو جلا دیا کرتی ہے۔ تو نصیحت کر دینا کافی نہیں ہے اس لئے مجھے آپ کو سمجھانا پڑ رہا ہے۔ یہ وہ نصیحت ہے جس پر عمل بہت لمبی محنت کو، بڑی گہری توجہ کو چاہتا ہے۔ ہر وقت، ہر آن اپنے گھروں کے ماحول پر نظر رکھیں اپنے اندر اگر پہلے سختی تھی تو اسے رفتہ رفتہ نرمی میں تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔ بار بار یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ سے یہ تقاضا کر رہے ہیں کہ اگر ایسا نہیں کریں گے تو آپ بدزیب بنے رہیں گے، مکروہ صورت ہو جائیں گے کوئی آپ کی طرف توجہ نہیں دے گا۔ پس معاشرے میں تو بداخلاقی سے پہلے ہی بہت گھر اجڑ گئے ہیں لیکن جس تعلق میں میں آپ کو سمجھا رہا ہوں آپ گھر ہی نہیں دنیا اجاڑنے والے بنیں گے کیونکہ آپ کی بدزیبی جو بداخلاقی کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے اس کے نتیجے میں بہت بڑی تعداد میں ایسے لوگ جو آپ کے حوالے سے اسلام میں دلچسپی لے سکتے تھے وہ اسلام سے متنفر ہو رہے ہیں اور اسلام سے دور ہٹ رہے ہیں اور اس کے نتیجے میں آپ ان سب کے ذمہ دار ہو جائیں گے تو محض اپنا گھر ہی نہیں اجاڑ رہے بلکہ دنیا کے گھر بھی اجاڑنے والے بن گئے ہیں۔

DISTRIBUTORS OF PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT YOGURT
MANGOES & SEASONAL FRUIT
AND VEGETABLES

ZAHID KHAN
(081) 715 0207
IMMEDIATE DELIVERY
ANYWHERE IN LONDON

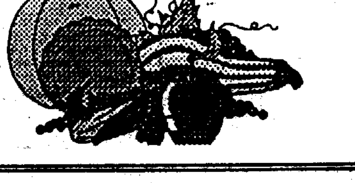

اصل اخلاق کی نرمی وہ ہے جو بچہ اپنے با اخلاق، نرم رو اور خلیق ماں باپ سے سیکھتا ہے۔

اگر ایک مومن اپنے گھر میں نرمی اور رفق کا سلوک کرتا ہے اور اپنے بچوں سے بھی پیار اور محبت اور ادب کا سلوک کرتا ہے اور بے وجہ سختی نہیں کرتا کیونکہ بعض اوقات سختی بھی اخلاق کا حصہ ہوتی ہے اور وہ نرمی اور رفق کے خلاف نہیں ہوتی۔ اگر یہ خلاف ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی کبھی سختی نہ کرتے۔ لیکن نرمی اور رفق اور حلم جو باتیں بیان فرمائی گئی ہیں ان کی پہچان یہ ہے کہ ایسا شخص جب سختی بھی کرتا ہے تو دور نہیں پھینکتا وقتی طور پر ایک شخص تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن پھر بلا اختیار بے ساختہ اس طرف واپس لوٹ آتا ہے نرمی اور پیار اور محبت کے نتیجے میں جو کشش پیدا ہوتی ہے وہ کشش ثقل کی طرح ایک حاوی بالا طاقت رکھتی ہے آپ چھلانگ لگا کر زمین سے کچھ دور جا سکتے ہیں لیکن واپس پھر یہیں آنا ہے ہوائی جہاز میں بیٹھ کر آپ کتنا اونچا چلے جائیں گے لیکن پھر یہیں گرنا ہے یا یہیں اترنا ہے پس نرمی اس کشش ثقل کی طرح ہے جو ہمیشہ اپنی طرف کھینچ رہی ہے اور وقتی سختی سے اگر کوئی دور ہٹتا بھی ہے تو کچھ عرصہ کے لئے ہٹ سکتا ہے ہمیشہ کے لئے نہیں۔ لیکن جو بد خلق لوگ ہیں ان کے پاس آنا مصیبت ہے۔ وہ ہر وقت دھکا دے رہے ہیں جس طرح ایک ہی پول اپنے جیسے پول کے قریب ہو جائے تو ایسا ہی منظر پیدا ہوتا ہے وہ ایک دوسرے کو دھکا دینے لگ جاتے ہیں اور بڑی کوشش کے ساتھ آپ ان کو جوڑیں گے جب ہاتھ ہٹائیں گے پھر وہ پرے ہٹ جائیں گے۔ تو بد خلق آدمی کا یہ حال ہوتا ہے اس کے پاس ٹھہرنا مصیبت، اس کے قریب آنا عذاب اور بڑی محنت کے ساتھ انسان اس کے پاس رہ سکتا ہے پھر جب وہ دباؤ ہٹے تو پھر واپس چلا جاتا ہے تو ایسے لوگ جو بد اخلاق ہیں وہ اپنے ماحول کو اپنے گھر کو ہی نہیں سارے ماحول کو، غیروں کو بھی دھکا دے رہے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح پر غور کریں اور ان پر عمل کرنے کا منصوبہ بنائیں۔

چنانچہ بعض اوقات اس بات سے مجھے بہت تکلیف پہنچتی ہے کہ بعض غیر احمدی یہ خط لکھتے ہیں کہ ہم احمدیت کے اخلاق سے عموماً متاثر ہو کر قریب آ رہے تھے لیکن ایک ایسا شخص مل گیا جس نے اس بھیڑیئے کی طرح جو بھیڑ کا لباس اوڑھے ہوئے ہو، بھیڑ کی کھال میں لپٹا ہو ہم سے سلوک کیا اور جتنا قرب تھا وہ دوریوں میں تبدیل ہو گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں یہ ایک انفرادی کمزوری ہے اور جماعت اچھی ہوگی۔ لیکن بعض یہ کہتے ہیں کہ اب ہمارا دل ہی اتر گیا ہے۔ بعض دفعہ جب تحقیق کی گئی تو مبالغہ نکلا۔ بہت دفعہ جب تحقیق کی گئی تو اگرچہ کچھ نہ کچھ حقیقت تھی لیکن پھر بھی بہت مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا تھا۔ لیکن بعض دفعہ جماعت کی طرف سے اس کی پوری تصدیق آتی ہے کہ یہ انسان جو یہ خط لکھنے والا ہے شریف آدمی ہے جھوٹ نہیں بول رہا واقعتہ اس کے ساتھ یہ ہوا ہے تو وہ شخص جو اپنی بداخلاقی کی وجہ سے کسی کو جہنم میں پھینکنے کا موجب بن جائے وہ خدا سے جنت کی توقع کیسے رکھے گا۔ جو جنت کے منادی ہیں انہی کو جنت عطا ہوا کرتی ہے جو جہنم کی طرف دعوت دینے والے ہیں ان کا مقدر بھی یہی بن جاتا ہے۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح پر غور کریں اور ان پر عمل کا منصوبہ بنائیں کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا ہے بار بار کہنے کے باوجود مجھے ابھی اطمینان نہیں ہے کہ آپ میری بات سمجھ گئے ہیں۔ رسول اللہ کی بات سنتے وقت آپ ادب سے سنیں گے۔ مجھے پتہ ہے کہ احترام کریں گے مگر ایسی باتیں ہیں جن کو اپنی زندگی میں جاری کرنا آسان نہیں ہے۔ اپنے اپنے طور پر ہر شخص اپنی کیفیات کا اور عادات کا جائزہ لے کر ایک منصوبہ بنائے پھر امید ہو سکتی ہے کہ اس کا یہ سنجیدہ فیصلہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت کے سامنے سر جھکانا اللہ کے ہاں مقبول ٹھہرے اور آسمان سے وہ مدد ملے جس کے نتیجہ میں مشکل کام آسان کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو

بچوں کی فلاح و بہبود اور اقوام عالم

(ہدایت زمانی)

حال ہی میں یونیسف UNICEF کی سالانہ رپورٹ "بچوں کی فلاح و بہبود کے بارہ میں اقوام عالم کی کارکردگی" شائع ہوئی ہے جس میں بعض چونکا دینے والے انکشافات کئے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کے امیر ممالک میں اگرچہ بچوں کی عام حالت غریب ممالک کی نسبت بہتر ہے۔ مگر ان ممالک میں بچوں کی فلاح و بہبود پر بہت کم توجہ دی جا رہی ہے۔
چنانچہ سوئٹزرلینڈ، امریکہ، سعودی عرب اور کویت جیسے ممالک میں جو دنیا کے امیر ترین ممالک سمجھے جاتے ہیں بچوں کے مہلک امراض سے بچاؤ اور حفاظتی تدابیر، متوازن غذا اور نوزائیدہ بچوں کی مناسب نگہداشت کے بارہ میں تعلیم، غریب ممالک مثلاً پولینڈ، رومانیہ، بلغاریہ اور کینیا سے کم تر درجہ کی ہے۔ اسی طرح سری لنکا، نیپال، کیوبا اور برما جیسے ممالک میں بھی ایسی تعلیم کو ترقی یافتہ ممالک کی نسبت زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔

یونیسف نے ان ممالک کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے لئے ملک میں جاری بچوں کی نگہداشت کے پروگراموں کا جائزہ لے کر ایک نمبر سسٹم جاری کیا ہے جس کی رو سے دنیا میں سپر طاقت کہلانے والا ملک یعنی امریکہ صرف منفی ۳ نمبر حاصل کر سکا ہے۔ جبکہ ویت نام، سوڈان، کیوبا اور کینیا وغیرہ نے ۱۸ تا ۳۰ نمبر حاصل کئے۔

رپورٹ میں بچوں کی ایک عام بیماری ڈائیریا (یعنی دست لگنا) کی مثال دے کر اس بات کی وضاحت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ امریکی عوام کی اکثریت اس بیماری کے آسان اور سستے علاج یعنی ابلے ہوئے پانی میں چینی اور نمک ملا کر استعمال کرنے کا علم نہیں رکھتی جبکہ امریکہ میں ہر سال لاتعداد بچے اس مرض کا شکار ہوتے ہیں اور سینکڑوں بچے مر بھی جاتے ہیں۔ امریکی عوام ڈائیریا کے لئے نہایت مہنگی ادویات استعمال کرتے ہیں جن پر تقریباً ایک بلین ڈالر سالانہ خرچ اٹھتا ہے۔

رپورٹ کے مطابق امریکہ کے کل بچوں کا ۲۰ فیصد حصہ غربت کی لائن کے نیچے ہے۔ یونیسف کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر جیمز گرانٹ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اس وقت ۳ ملین امریکی بچے انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ وہ تعداد ہے جو یا تو جسمانی تشدد کا شکار ہوئی ہے یا ان کو جنسی بے راہ روی کے جنگل میں دھکیل دیا جاتا ہے اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔

امریکہ اپنے عوام کو ابتدائی طبی معلومات بہم پہنچانے میں دیگر اقوام سے بہت پیچھے ہے جس کی وجہ سے ملک بھر میں ۸ ملین بچے غفلت کا شکار ہو رہے ہیں اور ان کو کسی قسم کی طبی سہولتیں میسر نہیں۔ رپورٹ میں اس بات پر بھی افسوس کا اظہار کیا گیا ہے کہ ملک کے ۳۰ فیصد بچے شادی کے بندھن سے آزاد پیدا ہوتے ہیں۔

یو ایس اے چلڈرن ڈیفینس فنڈ کی صدر میرین رائٹ ایڈلمین نے اخبار گارڈین میں ایک آرٹیکل لکھا ہے جس میں امریکہ کی اس معاملہ میں بے حسی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ گو امریکن سوسائیٹی میں زندگی کی تمام تر سہولیات آسانی سے دستیاب ہیں اور لوگ بظاہر خوش حال نظر آتے ہیں تاہم بچوں کی نگہداشت کے معاملہ میں یہ ملک ابھی بہت پیچھے ہے۔
انہوں نے کہا کہ اس دور میں ہمارا واحد مقصد صرف مادی ترقی کا حصول ہے مگر اس کے لئے بھی ہم صحیح ذرائع استعمال نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے لئے بھی سب سے اہم ذریعہ تعلیم ہی ہے۔
رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچھلے کچھ عرصہ سے امریکن سوسائیٹی کے نچلے حصہ کی آمدنی میں ہر سال برابر کمی واقع ہو رہی ہے اس طرح ملک کے اندر سفید فام اور سیاہ فام دونوں کا ایک نیا طبقہ جنم لے چکا ہے۔

حدیث نبویؐ

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ
دین کا خلاصہ خیرخواہی ہے

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

دنیا میں ایک نذیر آیا.........

(منور احمد میر)

مذہب کبھی کبھی اتنا سادہ، آسان اور قابل اعتماد ہو سکتا ہے جتنا کہ ایک بچے کے لئے پنگھوڑے میں اس کی چیخ و پکار ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی ماں اس کی بھوک دور کرنے کے لئے اسے کبھی مایوس نہیں کرے گی اور یہ اعتماد بچے کے دل کی عمیق گہرائیوں میں پنہاں ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ اعتماد ایک انتہائی پر شوکت اور گہرے جذبات کا روپ دھار لیتا ہے جس میں دنیا کی قسمت بدل دینے کا عزم پایا جاتا ہے۔

اس دنیا میں بعض لوگ ایسے ہیں جن کے خیال میں مذہب مغالطہ آمیز ہے۔ یہ زندگی کے مختلف عروج و زوال کے مختلف ادوار کے ساتھ کبھی رونما ہو جاتا ہے اور کبھی صفحہ ہستی سے غائب ہو جاتا ہے۔ لیکن لوگوں میں بہت سے ایسے بھی ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ مذہب ایک دائمی قوت ہے جو اس زندگی کو استوار کرتی ہے اور ایک آئندہ پر کیف اور لافانی زندگی کا یقین دلاتی ہے۔

ہر زمانے میں اور ہر جگہ مذاہب اور عقائد کو متبعین کے دلوں سے نیست و نابود کرنے کی کوششیں ہوتی ہیں۔ مذہب اور عقائد کے نام پر ظلم و ستم، مقدمات، تفرقہ بازی، امتیازی سلوک اور بدنی سزاؤں کے علاوہ موت کی سزائیں بھی دی جاتی رہی ہیں لیکن ان تمام مظالم کے باوجود مذہب صحرا میں نہ بجھنے والی پیاس کی طرح دوبارہ جی اٹھتا ہے اور ہماری ہستی کے لئے کبھی نہ بجھنے والی روشنی اور روحانی گرمی کے سامان بہم پہنچاتا ہے۔

بعض دفعہ مذہب ایسے واقعات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے جو منطقی طور پر بیان نہیں کئے جا سکتے لیکن کئی دوسرے مواقع پر وہ واقعات بہت سے لوگوں کے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ اس مضمون میں صرف ان واقعات کو پیش کیا جائے گا جو کروڑوں لوگوں نے اس صدی کے دوران دیکھے اور مشاہدہ کئے بمقابلہ دنیا کی تمام گزشتہ تاریخ کے واقعات کے جو نسل انسانی نے دیکھے۔

امریکہ کی ایک مشہور شاعرہ Emma Lazarus لکھتی ہیں:

"The Philosophies of one age have become the absudities of the next, and the foolishness of yesterday has become wisdom of tomorrow."

"ایک زمانے کی پرحکمت باتیں اگلے زمانے کے لئے مہمل اور لغو باتوں میں شمار ہوتی رہی ہیں۔ اسی طرح ماضی کی حماقتیں مستقبل کی دانائیاں بن گئیں"۔

ہماری موجودہ طرز زندگی ہمارے آباؤ اجداد کے خوابوں میں بھی نہیں آ سکتی تھی۔ اسی طرح مستقبل قریب میں ہونے والی تبدیلیاں اس قدر سرعت پذیر ہیں کہ وہ ہماری سمجھ اور ادراک سے بالا ہیں۔ عصر حاضر کی ایجادات، تحقیقات اور برقی آلات نے ہماری روزمرہ کی زندگی، سیر و تفریح، جذبات اور خیالات میں حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا ہے۔

تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴ پر حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور فرمایا:۔

"..... اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ و مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰق" اور اسمٰعیل" سے اور یعقوب" سے اور یوسف" سے اور موسیٰ" سے اور مسیح" ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں، شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اسی بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی"۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد صـ ۴۱۱، ۴۱۲)

بیسویں صدی کے ایک ممتاز تاریخ دان اور فلاسفر نے یہ بیان کیا:

Most history is guessing and the rest is Prejudice.

(Our Oriental Heritage p.12)

یعنی تاریخ زیادہ تر قیاس آرائی اور بقیہ تعصبات پر مبنی ہوتی ہے۔ پرنسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر Barnard Lewis کا نظریہ یہ ہے:

"Islam as a religion is more overtly historical than either Christianity or Judaism, and its birth is more explicitly defined sequence of historical events. The founder of Judaism is difficult to name; the founder of Christianity suffered and died on the cross and his followers remained a persecuted minority for centuries. The founder of Islam became a sovereign in his lifetime, governing a community, administering justice, and commanding armies, and history of the conventional type begins with his own career." (History, page 49)

یعنی مذہب اسلام یہودیت اور عیسائیت کی نسبت ایک امتیازی تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا منبع زیادہ واضح مسلسل اور پے در پے تاریخی واقعات پر مبنی ہے۔ یہودیت کے بانی کا اصل نام تک بتانا مشکل ہے۔ عیسائیت کا بانی انتہائی مظالم کا شکار رہا اور آخر صلیب پر وفات پائی اور ان کے متبعین صدیوں مظالم کا شکار رہے۔ بانی اسلام اپنی زندگی میں ہی بادشاہ بن کر حکمران بنے اور اپنی جماعت پر حکومت کی۔ عدل و انصاف کو قائم کیا اور اپنی افواج پر بھی کمان کرتے رہے۔ الغرض اسلامی تاریخ کی بنیاد ان کی زندگی میں ہی پڑ گئی تھی۔

کیا یہ بات قابل غور نہیں ہے کہ کس طرح اور کیوں ایسا عالم اور ممتاز شخص اس نتیجے پر پہنچا؟ انہوں نے اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر یہ بھی لکھا:

"The historians would rewrite history not as it was, or as they have been taught that it was, but as they would prefer it to have been . . . . . Their aim is to amend, to restate, to replace, or even to recreate the past in a more satisfactory form."

"یعنی تاریخ دان اس تاریخ کو دوبارہ اس طرح نہیں لکھیں گے جس طرح وہ تھی اور نہ ہی اس طرح جس طرح انہیں لکھائی گئی بلکہ وہ اسی طرح اسے دوبارہ تحریر کریں گے جس طرح وہ خود اسے ترجیح دیتے ہیں۔ ان کا مقصد اس میں ترمیم کرنا، ترتیب دینا اور زمانہ ماضی کی زیادہ تسلی بخش تصویر پیش کرنا ہے"۔

حالات نے برنارڈ لیوس کو یہ لکھنے پر مجبور کیا کیونکہ وہ ہستی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے سب سے اونچے تخت پر بٹھایا اس نے اس کی صداقت کے ثبوت کے لئے ایسے حالات بھی پیدا کئے۔ اپنے سب سے پہلے مبعوث کردہ نبی حضرت آدم" سے لے کر آج تک وہ یہ ثابت کرتا رہا ہے اور یقین دلاتا رہا ہے کہ نبوت کا یہ کارخانہ اس کے قائم کردہ اصولوں اور قوانین اور ہدایات کے مطابق کام کر رہا ہے۔

احمدیت کے مخالفین اکثر معترف ہیں کہ احمدیت کے دنیا میں کثرت کے ساتھ نفوذ کر جانے کی وجہ سے احمدی لوگ یہ پرچار کرتے ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی پیش گوئی "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" پوری ہوئی۔ لیکن سوال یہ اٹھتا ہے کہ ۱۸۹۱ء میں کی گئی یہ پیش گوئی پوری کس طرح ہو سکتی تھی سوائے اس کے کہ پیش گوئی کا نازل کرنے والا خود اسے پورا کرے جس نے یہ بھی فرمایا تھا۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ثابت کر دے گا"۔

پچھلی صدی میں ۱۸۸۲ء سے لے کر جب کہ حضرت مرزا غلام احمد" آف قادیان کو مسیح موعود کے مقام پر فائز کیا گیا۔ یہ زمانہ انتہائی مصائب، مشکلات اور زلازل کا زمانہ گردانا جاتا ہے۔ تمام نسل انسانی کی تاریخ میں جو ۶۰۰۰ سال پر پھیلی پڑی ہے اس کا مقابلہ ان پچھلے ۱۱۱ سالوں میں آنے والی آفات کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ انسان ہمیشہ اپنے ہاتھوں یا آسمان سے برپا ہونے والی آفات کا شکار رہا۔

بہت بڑی حد تک تاریخ انسانی کا یہ زمانہ خوف، مایوسی، موت اور پے در پے جنگوں کا زمانہ رہا جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ کبھی جنگ روکنے کے لئے جنگ۔ کبھی مذہب کی حفاظت کے لئے جنگ۔ کبھی آزادی کے لئے جنگ۔ الغرض ان جنگوں کی تعداد اس زمانے کے سالوں کے بھی زیادہ ہے اس صدی میں جنگوں سے برپا ہونے والے مصائب و اموات سے نسبتاً زیادہ لوگ متاثر ہوئے جتنے کہ تمام گزشتہ نسل انسانی کی تاریخ میں ریکارڈ کئے گئے ہیں کیونکہ ۶۰ صدیوں میں سے صرف تین ایسی صدیاں ہیں جن میں جنگیں نہیں ہوئیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ گزشتہ ۵۶ صدیوں میں انسان کے اپنے ہاتھوں برپا شدہ آفات کا نقصان صرف پچھلی صدی میں ہونے والے نقصان سے کم تھا۔

پہلی جنگ عظیم میں ۵ء ۸ ملین لوگ مارے گئے تھے جبکہ دوسری جنگ عظیم میں ۴۵ ملین لوگوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ اقتصادی نقصانات اور انسانی مشکلات کے اندازے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ قسمت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ انسان ہی انسان کا سب سے بڑا اور مہلک دشمن ہے۔ تاریخ کیا ہے؟ یہ صرف مختلف شکلوں میں تباہی مچانے والے طویل ریکارڈ کا نام ہے۔ انسان کی سب سے بڑی حماقت جنگ ہے۔ خداتعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں اور ذرائع کے غلط استعمال سے اپنی ہی نسل کشی کے لئے انواع و اقسام کے تباہی کے ہتھیار بناتا ہے۔ تباہی کے اس ابتدائی مرحلے کے پہلے ہتھیار نے ۱۹۴۵ء میں ہیروشیما میں صرف ایک ہی دن میں دو لاکھ پچاس ہزار انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

خالق کائنات نے ہندوستان کے اس مسیح کی جوان تمام چھ مذاہب کی سچی روح کو زندہ کرنے کے لئے مامور کیا گیا تھا کس طرح مدد فرمائی؟ وہ مندرجہ ذیل تحریر سے ظاہر ہے:

آفاقی آفات و مصائب کو کئی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے مثال آتش فشاں پہاڑوں کے لاوا کا پھٹنا، طوفان باد و باراں، وبائیں، برفانی تودوں کے حادثات اور قحط اور خشک سالی سے ہونے والے نقصانات وغیرہ وغیرہ۔ ہر قسم کی آفت کو اختصار کے ساتھ دو دو حصوں میں مفصل بیان کیا جائے گا۔ پہلے حصے میں ۱۸۸۲ء تک کے دستیاب تاریخی حقائق بیان ہونگے جب کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے دنیا کی اصلاح کے لئے اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی اور متابعت میں وحی کے مطابق مامور ہونے کا اعلان فرمایا۔ دوسرے حصے میں ۱۸۸۲ء کے بعد ہونے والے واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۱) زلازل

EARTHQUAKES

زلزلہ سطح زمین کو زور سے جھٹکنے اور جھنجھوڑنے کا نام ہے۔ یہ جھٹکے زمین کی گہرائی میں مختلف چٹانوں سے پیدا ہونے والے دباؤ کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوتے ہیں اور اکثر سمندر کی گہرائی میں دو Tectonic پلیٹوں کے کھسک جانے کی وجہ سے واقع ہوتے ہیں جو اس سے پہلے حرکت کے دوران آپس میں مل گئی تھیں۔

۱۸۸۲ء سے قبل آنے والے زلزلوں کا ریکارڈ

YEAR	REGION	DEATHS
Before 1882:		
526	Turkey	250,000
856	Greece	45,000
1038	China	23,000
1057	China	25,000

YEAR	REGION	DEATHS
1201	Near East & E. Mediterranean	1,100,000
1268	Asia Minor	60,000
1290	China	100,000
1293	Japan	30,000
1531	Portugal	30,000
1556	China	830,000
1667	Caucasia	80,000
1693	Italy	60,000
1737	India	300,000
1755	Northern Persia	40,000
1755	Portugal	70,000
1783	Italy	50,000
1797	Ecuador	40,000
1819	India	1,543
1822	Asia Minor	22,000
1828	Japan	30,000
1868	Peru and Bolivia	25,000
1868	Ecuador and Columbia	70,000

After 1882:

1891	Japan	7,000
1896	Japan	22,000
1897	India	1,500
1899	Alaska	1,500
1906	California	700
1908	Italy	120,000
1915	Italy	30,000
1920	China	180,000
1923	Japan	143,000
1927	China	200,000
1932	China	32,000
1935	India	60,000
1939	Chile	30,000
1939	Turkey	23,000
1948	Japan	5,131
1949	Ecuador	6,000
1950	India	1,526
1960	Morocco	14,000
1960	Chile	5,700
1962	Iran	14,000
1963	Yugoslavia	1,200
1964	Alaska	131
1968	Iran	11,600
1970	Peru	66,000
1972	Nicaragua	5,000
1972	Iran	5,000
1974	Kashmir	5,200
1976	Guatemala	22,000
1976	Italy	965
1976	China	250,000
1977	Romania	2,000
1977	Indonesia	100
1978	Iran	25,000
1979	Ecuador	600
1980	Algeria	3,500
1980	Italy	3,000
1981	Iran	3,000
1981	Iran	1,500
1982	Yemen	2,800
1983	Japan	107
1983	Turkey	1,342
1985	Chile	177
1985	Mexico	9,500
1986	El Salvador	1,000
1987	Colombia-Ecuador Border	1,000
1988	Nepal-India Border	1,450
1988	Burma-China Border	730
1988	Armenia	25,000
1990	Iran	40,000
1990	Philippines	1,700
1993	India	15,000

۱۸۸۲ء کے بعد کے زلزلوں کا ریکارڈ

(۲) آتش فشاں پہاڑ

VOLCANOES

آتش فشاں پہاڑوں کا لاوا اس وقت ابلتا ہے جب ابلتا اور پگھلتا ہوا معدنی لاوا زمین کے اندر سے جوش مار کر بہنے لگتا ہے۔ یہ پگھلا ہوا لاوا زمین کے اندر چٹانوں اور پلیٹوں کی حرکت اور رگڑ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ آتش فشاں پہاڑوں کی دو قسمیں اہم ہیں یعنی متحرک یا فعال اور خوابیدہ۔

دنیا میں مجموعی طور پر تقریباً ۵۵۰ زندہ اور فعال آتش فشاں پہاڑ پائے جاتے ہیں اور ۵۰۰ ملین انسان ان کے قرب وجوار میں بستے ہیں۔ ان پہاڑوں کا بہت محتاط مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے پچھلے ۱۱۱ سالوں میں اتنی خوفناک بربادی مچائی جس کی مثال ماضی کی تمام ریکارڈ شدہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ ذیل کے چارٹ میں صرف زندہ آتش فشاں پہاڑوں کا ذکر ان کے پھٹنے کے سال کے ساتھ کیا جارہا ہے۔ ان پر بھی دو نمایاں پہلوؤں سے بحث ہوگی یعنی ۱۸۸۲ء سے پہلے اور ۱۸۸۲ء کے بعد کے آتش فشاں پہاڑوں کی جولانیاں۔ ۱۵ جون ۱۹۹۱ء میں فلپائن میں واقع Mt. Pinatubo پھٹا جس سے تقریباً تمام دنیا متاثر ہوئی۔ گندھک کی زہریلی گیس ۲۵ میل تک فضائے آسمان میں دھماکے کے ساتھ پھیل گئی جس نے ۲۱ دن تک تمام سرزمین پر سورج کی شعاعوں کو Def-lect کر دیا۔ یعنی ان کا رخ موڑ دیا جس کی وجہ سے زمین کا درجہ حرارت اوسط سے زیادہ ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔
"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا، کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد"
(الوصیت)

آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے کے بڑے بڑے واقعات

MAJOR ERUPTION

NAME	BEFORE 1882	AFTER 1882
Awu (Sangihe Is)	1711, 1856	1892, 1968
Bezymianny (Russia)		1955-1956, 1984
Coseguina (Nicaragua)	1835	
El Chichón (Mexico)		1982
Erebus (Antarctica)		1947, 1972, 1986
Etna (Italy)	122, 1169, 1329, 1536, 1669	1928, 1964, 1971, 1986
Fuji (Japan)	1707	
Galunggung (Java)	1822	1918, 1982
Hekla (Iceland)	1693, 1845	1947-1948, 1970, 1981
Helgafell (Iceland)		1973
Jurullo (Mexico)	1759-1774	
Katmai (Alaska)		1912, 1920, 1921, 1931
Kilauea (Hawaii)	1823-1882	1882-1924, 1952, 1955, 1960, 1967-1968, 1968-1974, 1983-1987, 1988
Klyuchevskoy (Russia)	1700-1882	1882-1966, 1984, 1985
Krakatoa (Sumatra)	1680	1883, 1927, 1952-1953, 1969, 1980
La Soufrière (St. Vincent)	1718, 1812	1902, 1971-1972, 1979
Laki (Iceland)	1783, 1784	
Lamington (Papua New Guinea)		1951
Lassen Peak (USA)		1956, 1914-1915, 1921
Mauna Loa (Hawaii)	1859, 1880	1887, 1919, 1950, 1984
Mayon (Philippines)	1616, 1766, 1814	1897, 1968, 1978
Nyamuaragira (Zaire)		1921-1938, 1971, 1980, 1984
Paricutin (Mexico)		1943-1952
Pelée, Mont (Martinique)		1902, 1929-1932
Popocatepetl (Mexico)		1920, 1943
Rainier, Mt. (USA)	1st-cBC, 1820	1882
Ruapehu (New Zealand)		1945, 1953, 1969, 1975, 1986
St. Helens, Mt. (USA)	1800, 1831, 1835, 1842-1843, 1857	1980-1987
Santorini/Thira (Greece)	1470BC, 197BC, 46AD, 1570-1573, 1707-1711, 1866-1870	1950
Stromboli (Italy)	1768	1882, 1889, 1907, 1930, 1936, 1941, 1950, 1952, 1986
Surtsey (Iceland)		1963-1967
Taal (Philippines)		1911, 1965, 1969, 1977
Tambora (Sumbawa)	1815, 1880	
Tarawera (New Zealand)		1886, 1973
Vesuvius (Italy)	79, 472, 1036, 1631, 1779	1906, 1944
Vulcano (Italy)	1444, 1730-1740, 1786, 1873	1888-1890

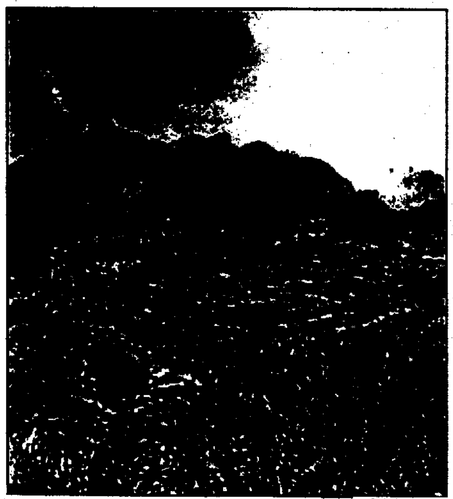

TSUNAMIS (۳)

سمندر کی تہ سے اٹھنے والی پانی کی لہریں جو کافی لمبے عرصے تک زلزلوں، آتش فشاں پہاڑوں اور زمین کے تودوں سے گرنے سے متاثر ہوتی ہیں Tsunamis کہلاتی ہیں۔ یہ لہریں تمام سمندروں کی تہوں یا طاسوں پر سے ۸۰۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی خوفناک رفتار سے گزر جاتی ہیں اور ساحلی علاقوں پر ہلاک کر دینے والی قوت کے ساتھ ٹکراتی ہیں۔ یہ وسطی حصوں سے ٹکرا کر ۳۰ کلومیٹر تک اونچی لہریں پیدا کر سکتی ہیں۔ ہزاروں لوگوں کی جانیں ان لہروں کی نذر ہو چکی ہیں خصوصاً بحر الکاہل کے خطہ میں۔ ذیل کا چارٹ ۱۴۹۸ء سے لے کر اب تک Tsunamis کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ ایسی ۳۴ ریکارڈ شدہ Tsunamis میں سے ۱۵ حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعویٰ نبوت کے بعد وقوع پذیر ہوئیں۔ اور یہ بات سب سے زیادہ حیران کن ہے کہ سب سے زبردست لہری طوفان مسیح موعودؑ کے نبی ہونے کے دعویٰ کے عین ایک سال بعد واقع ہوا۔ جیسا کہ ذیل کے چارٹ سے ظاہر ہے۔

YEAR	LOCATION OF SOURCE	HEIGHT (Ft)	DEATH TOLL (Persons)
Before 1882:			
1498	Kii (Japan)	?	5,000
1605	Japan	?	4,000
1611	Sanriku (Japan)	82	5,000
1629	Banda Is	49	?
1692	West Indies	?	2,000
1707	Japan	38	30,000
1724	Peru	79	?
1737	SE Kamchatka	98	?
1741	Japan	30	1,000+
1746	Peru	79	5,000
1775	Portugal	52	60,000
1771	Ryukyu Island	39	11,941
1783	Italy	?	30,000
1792	Ariake Sea	30	9,745
1800	Flores Sea	79	4,000-5,000
1854	Japan	20	3,000
1868	Hawaii Island	66	81
1868	Chile	69	25,000
1877	Chile	75	Many

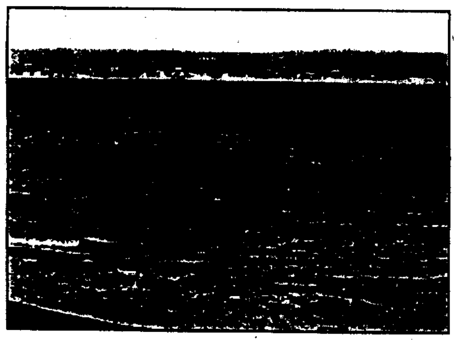

After 1882:

1883	Sunda Strait	115	36,000
1896	Sanriku (Japan)	98	27,122
1918	S. Kuril Island	39	23
1923	E. Kamchatka	66	3
1933	Sanriku (Japan)	93	3,000
1944	Kii (Japan)	25	998
1946	Nankaido (Japan)	20	1,997
1946	Aleutian Island	105	165
1952	Kamchatka	60	Many
1957	Aleutian Island	52	0
1960	Chile	82	1,260
1964	Alaska	105	122
1976	Celebes Sea	98	5,000
1979	Indonesia	32	187
1983	Sea of Japan	49	107

(۴) طوفان باد وباراں

HURRICANES

SUPPLIERS OF ALL CROCKERY, CUTLERY AND DISPOSABLE CROCKERY FOR WEDDINGS PARTIES AND OTHER SOCIAL FUNCTIONS
ABBA
CATERING SUPPLIES
081 574 8275 / 843 9797
1A Greenford Avenue, Southall, Middx UB1 2AA

ASIAN AND ENGLISH JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 9526

طوفان باد و باراں جو خلیج بنگال میں Cyclones اور شمالی بحرالکاہل میں Typhoons کے نام سے معروف ہیں ایک ہلاکت خیز استوائی شدید ہوا کا طوفان ہوتا ہے جو خط استوا کے ۵ درجہ شمال اور ۲۰ درجے جنوب کے درمیان پیدا ہوتا ہے۔ جس وقت کہ سطح سمندر کا درجہ حرارت ۸۰ ڈگری فارن ہائیٹ ہوتا ہے۔ اس حصہ کا درمیانی حصہ ساکن ہوتا ہے جو Eye کہلاتا ہے۔ اس میں اندرونی طور پر مخروطی چکر سے جھکڑ سے چلنے والی ہوائیں شمالی نصف کرے میں تقریباً ۳۲۰ کلومیٹری رفتار سے گھڑی کے برعکس چلتی ہیں۔ ابتداء میں تو انہیں مؤنث نام دئے جاتے تھے لیکن ۱۹۷۸ء سے ان طوفانوں کو مذکر نام بھی دئے جانے لگے ہیں۔ یہ طوفان ہر سال ہی آتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق مقابلۃً بڑی بڑی تباہیاں ان پچھلے ۱۱۱ سالوں میں ہی آئیں۔ جیسا کہ چارٹ سے ظاہر ہے۔

YEAR	AREA	DEATH TOLL
Before 1882		
1494	Dominican Republic	Sank 2 ships
1495	Dominican Republic	Sank 6 ships
1737	Bengal	300,000
1780	Caribbean	6,000
1864	Bengal	50,000
1876	Bengal	200,000
1881	Haifong, China	300,000
After 1882:		
1900	U.S.A.	6,000
1928	U.S.A./West Indies	4,000
1932	Cuba	4,000
1935	U.S.A. (most intense 200 mph)	400
1938	U.S.A.	600
1942	Bengal	21,000
1953	Vietnam/Japan	1,300
1954	Caribbean	1,000
1955	11 Hurricanes (USA	1,500
1959	Japan	5,000
1960	Bengal	64,000
1963	Caribbean	6,000
1965	Bengal	62,000
1970	Bengal	500,000
1991	Bengaladesh	130,000
1992	U.S.A.	$30,000,000,000 damage to property (*Andrew*, the worst natural disaster to hit U.S.A.)

(۵) قحط FAMINES

قحط یا خوراک کی قلت انسان کی خود ساختہ مصیبت ہے۔ زمانہ گزشتہ میں بھی قحط آتے رہے ہیں لیکن سب سے زیادہ مہلک المیہ وہ ہے جو آج کل ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہو رہا ہے۔ نصف سے زیادہ افریقہ بھوک سے موت کا شکار ہے اور تمام دنیا اس المیے کی گواہ ہے۔ یورپ، ایشیا اور امریکہ کے اناج کے گوداموں میں خوراک کی کوئی کمی نہیں لیکن حیرت میں ڈالنے والی بات یہ ہے کہ نسل انسانی کے مولد براعظم کو بنجر اور غیر آباد خطہ میں ان افریقن لوگوں کی آنکھوں کے سامنے بدلا جا رہا ہے جن کے آباؤ اجداد خوراک اور بہتر ذرائع والے علاقوں کی تلاش میں افریقہ سے ہجرت کر گئے۔ تاہم ریکارڈ شدہ ہسٹری کا سب سے بدترین قحط وہ تھا جس نے ۶۱ - ۱۹۵۹ء میں ۳۰،۰۰۰،۰۰۰ جانیں لیں۔

(۶) وبائیں

EPIDEMICS

وباؤں میں قابل ذکر وہ مہلک - Bubonic Plague ہے جس نے چودھویں صدی میں یورپ کی ۳/۱ سے ۲/۱ آبادی کو تباہ و برباد کر دیا۔ ۱۶۶۵ء میں لندن میں ۷۰،۰۰۰ لوگ موت کا شکار ہوئے۔ انفلوئنزہ کی وباء میں پہلی جنگ عظیم کے بعد صرف ایک سال میں ۲۰ ملین سے زیادہ لوگ موت کے گھاٹ اترے۔ اس المناک سانحہ میں بھی خدا تعالیٰ کی تجلی کا ثبوت ملتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ اپنے نبی کی تائید فرماتا ہے۔ صرف ہندوستان میں ۱۸۹۶ء سے لے کر ۱۹۲۳ء کے درمیان گیارہ ملین لوگ طاعون کا شکار ہوئے۔ ذیل میں ۱۸۸۲ء سے قبل کی بدترین طاعون کا چارٹ ہے۔

YEAR	LOCATION	DEATHS
545	Egypt	100,000,000 (in 100 years)
1720	Syria to Marseilles	86,000
1770	Moscow	80,000
1803	Turkey	150,000
1815	Turkey	110,000

(۷) زور دار آندھیاں

TORNADOES

Tornado ہوا کے چھوٹے چھوٹے لیکن انتہائی طاقتور اور تیز رفتار گرداب یا بھنور کا نام ہے جو ایک قیف کی شکل میں خوفناک رفتار کے ساتھ زمین کی طرف بھنور کی صورت میں کم درجہ حرارت کے مقام کی طرف گھومتا ہے۔ آندھیوں کے یہ طوفان اگرچہ پھیلاؤ میں کم ہوتے ہیں لیکن اپنی قوت اور طاقت میں انسان نے ان سے زیادہ طاقتور آندھی نہیں دیکھی۔ یہ بھنور آدھے میل سے بھی کم رقبے میں ہوتے ہیں لیکن آندھی کی رفتار اس گرداب میں ۵۰۰ میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہوتی ہے۔

DATE	AREA	DEATHS
Before 1882:		
May 7, 1840	U.S.A.	317
After 1882:		
February 19, 1884	U.S.A.	800 (series of 60 tornadoes)
May 27, 1896	U.S.A.	300
March 18, 1925	U.S.A.	700
April 5, 1936	U.S.A.	400
March 26, 1948	U.S.A.	80% of town wiped out (Coastville of Indiana)
March 21-22, 1952	U.S.A.	200
April 11,1965	U.S.A.	271
April 21, 1967	U.S.A.	60
April 20, 1989	Bangladesh	1,300

(۸) ژالہ باری

HAIL STORMS

یہ زیادہ تر فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں لیکن انسان بھی ان کی ہلاکت سے محفوظ نہیں۔ ۱۸۸۲ء سے قبل ژالہ باری سے ہونے والی اموات کا کوئی ریکارڈ نہیں ملتا لیکن ۱۸۸۲ء سے بعد کا چارٹ ذیل میں درج ہے:

DATE	AREA	DEATHS
April 30, 1888	India	246
July 10, 1923	Russia	23
June 13, 1930	Greece	22
June 19, 1932	China	200
1956	Pakistan	30
October 30, 1961	India	12

(۹) سیلاب

FLOODS

الہامی کتب کے مطابق طوفان نوح نے کرہ ارض کے مستقبل کو ایک خاص سمت کی طرف موڑ دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے بعد کئی سیلاب آئے لیکن بدترین سیلاب چین کے دریائے زرد میں اکتوبر ۱۸۸۷ء میں آیا جس میں ۶ ملین لوگوں کی جانیں تلف ہوئیں۔ ۱۹۹۳ء کے سیلابوں کے متعلق امریکہ کی حکومت نے اعلان کیا کہ وہ جان اور مال کے اتلاف میں پوری صدی کے سیلابوں سے بڑھ گیا ہے۔ اس نے ۲۳ ملین ایکڑ کو متاثر کیا اور ۱۰ ملین ڈالرز کا نقصان ہوا۔

YEAR	AREA	DEATHS
Before 1882:		
1287	Holland	50,000
1421	Holland	10,000
1737	India	300,000
After 1882:		
1932	Cuba	2,500
1951	Manchuria	1,800
1953	Holland	2,000
1954	Iran	2,800
1954	Tibet	2,000

"تیرا خدا کہتا ہے کہ آسمان سے ایسے زبردست معجزات اتریں گے جن سے تو راضی ہو جائے گا۔ سوان میں سے اس ملک میں ایک طاعون اور دو سخت زلزلے تو آچکے جس کی پہلے سے میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی۔ مگر اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پانچ زلزلے اور آئیں گے۔ اور دنیا ان کی غیر معمولی چمک کو دیکھے گی اور ان پر ثابت کیا جائے گا کہ یہ خدا کے نشان ہیں جو اس کے بندے مسیح موعود کے لئے ظاہر ہوئے"۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۸)

(۱۰) برفانی تودوں کے اچانک گرنے کے حادثات

AVALANCHES

کسی بہت بڑی چیز کے اچانک اونچائی سے گرنے کا نام Avalanche ہے۔ یہ پہاڑ سے برف کے تودوں کے پھسلنے کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ سمندر میں تیرتے ہوئے برفانی تودے بھی ہو سکتے ہیں۔ چٹانوں کا گرنا، آتش فشاں پہاڑوں کے لاوا کی راکھ یا انسان کے بنائے ہوئے ٹیلوں کے گرنے کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے بھی انسانی تاریخ کو تشکیل دینے میں کوئی رول ادا کیا ہو۔ ۲۱۸ قبل مسیح میں حنیبال (Hannibal) غالباً ان Avalanch کی وجہ سے روم پر قابض نہ ہو سکا کیونکہ کوہ ایلپس (Alps) کو عبور کرتے وقت اسکے ۱۸۰۰۰ سپاہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ۵۷ قبل مسیح میں جیولس سیزر کو بھی ان کی وجہ سے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور مئی ۱۸۰۰ء میں نپولین کی افواج کو St. Barnard کے درہ کو پار کرتے وقت Av-alanche کی وجہ سے خوفناک اموات کا سامنا کرنا پڑا۔ ۶ مارچ ۱۸۹۸ء کو ہندوستان میں اسلام کے ایک کھلے دشمن پنڈت لیکھرام کی پراسرار موت کے ٹھیک ایک سال بعد ایک زبردست واقعہ رونما ہوا جبکہ سوئٹزرلینڈ میں Vorder — Glarnisck میں ایک تودہ ۲۲۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گرا۔ یہ رفتار ریکارڈ شدہ رفتار میں سب سے تیز رفتار ہے۔

DATE	AREA	DEATHS
March 1, 1910	U.S.A.	100
December 13, 1916	Alpine	10,000
June 10, 1962	Peru	4,000
May 31, 1970	Peru	18,000

(۱۱) ٹڈی دل

(Lucusts)

ان کی وجہ سے دنیا میں کئی قحط پڑے لیکن سب سے بڑا ٹڈی دل ۱۸۸۹ء میں Red Sea پر مشاہدہ کیا گیا جس نے ۲۰۰۰ مربع میل کا صفایا کر دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے ۳۵ دن کے بعد زمین پر ایک ایسی آفت آئی جو آج تک انسان کے لئے سر چکرا دینے والا معمہ بنی ہوئی ہے۔ ۳۰ جون ۱۹۰۸ء کو صبح قریباً ۷ بجے وسطی سائبیریا میں ایک بہت بڑا تابندہ تودہ Vanavara کے نزدیک جنگل میں گرا۔ ۳۰۰ میل دور تک انسان اور گھوڑے اپنے پاؤں سے اکھڑ گئے اور ۶۰۰ میل دور Turkohansk اور Bat-avia (جکارتہ) میں جو ۴۴۱۰ میل دور ہیں عجب سی

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms.
34 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE
ATLAS TRAVEL
THE TRAVEL AGENTS YOU CAN TRUST
061 795 3656
493, CHEETHAM HILL ROAD,
MANCHESTER, M8 7HY

ہوائی لہریں محسوس کی گئیں۔ جرمنی اور روس کے بعض حصوں میں زلزلیاتی لہریں ریکارڈ کی گئیں۔ ۲ ہزار مربع میل کے رقبہ میں ۸۰ ملین گرے ہوئے درختوں کے ڈھیر پھیل گئے۔ تصادم کے سنٹر پر تقریباً ۸۰ میل کے دائرے میں تمام درخت خوفناک حرارت کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گئے۔

وہ قدرتی آفات جو مختلف غیر معمولی واقعات کے طور پر ظاہر ہوئیں انہیں عذاب کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ تاہم حق کے متلاشی کے لئے ایسے واقعات سوچ و بچار اور غور و تدبر کے مواقع مہیا کر سکتے ہیں اور ان پر غور کرنے کے بعد وہ حقیقی روشنی پا سکتے ہیں ورنہ سرخ روشنی تو سبز میں تبدیل نہیں ہو سکتی جیسا کہ عام طور پر

"یاد رہے کہ مسیح موعود کے وقت میں موتوں کی کثرت ضروری تھی اور زلزلوں اور طاعون کا آنا مقدر امر تھا۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ جو لکھا ہے کہ مسیح موعود کے دم سے لوگ مریں گے اور جہاں تک مسیح کی نظر جائے گی اس کا قاتلانہ دم اثر کرے گا"۔

(تجلیات الٰہیہ جلد صـ ۳۹۹)

۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء میں ایک اور زبردست آسمانی نشان مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ظاہر ہوا۔ ۱۴۰۰ سال قبل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمسی اور قمری کسوف و خسوف کے متعلق پیش گوئی فرمائی تھی کہ مسیح کی زندگی میں ان کی صداقت کے ثبوت کے طور پر ماہ رمضان میں چاند اور سورج گرہن لگیں گے۔ ۱۸۹۴ء میں یہ پیش گوئی مشرقی نصف کرہ میں ۶ مارچ کو چاند گرہن سے پوری ہوئی یعنی (۱۳ رمضان المبارک ۱۸۹۴ء) اور ۶ اپریل ۱۸۹۴ء (مطابق ۲۸ رمضان المبارک سورج بھی گہنایا گیا۔ مغربی نصف کرہ میں یہ واقعات ۱۱ اور ۲۶ مارچ ۱۸۹۵ء کو دوبارہ ظاہر ہوئے۔ انسان کی تمام معلوم تاریخ میں ایسا واقعہ کسی مہدی کے دعویٰ کی تائید میں کبھی ظاہر نہیں ہوا۔

انسانی خون سے رستے ہوئے ماضی میں رونما ہونے والے انقلابات میں تین انقلاب ایسے ممتاز ہیں جنہوں نے مستقبل کی انسانی تہذیب کو تشکیل دیا۔ وہ فرانسیسی، روسی اور چینی انقلاب ہیں۔ کروڑوں لوگ ان انقلابات سے انفرادی طور پر متاثر ہوئے۔ ان میں سے صرف ایک یعنی فرانسیسی انقلاب حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل آیا اور باقی دو ان کی بعثت کے بعد رونما ہوئے۔

دوسری قسم کے انسانی ہاتھوں سے پیدا کی گئی آفات مثلاً فضائی اور ماحولی آلودگی کے نتیجہ میں آفات، وباؤں سے اموات، آگ اور ہوائی حادثات اور اور بہت سی قسموں کے مصائب کا اس آرٹیکل میں ذکر نہیں کیا گیا۔ اس مضمون کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ مرزا غلام احمدؑ آف قادیان کو مبعوث کرنے والا زمانے کے مصلح کی معصومیت اور صداقت کے ثابت کرنے پر پورا پورا قادر ہے اور ہر آن اس کی تائید فرماتا ہے۔

دنیا میں دیکھنے میں آتا ہے۔

انسانی ہاتھوں سے بپا شدہ یا قدرتی آفات جن کا اس مضمون میں ذکر کیا گیا ہے صرف اس لئے نمایاں طور پر بیان کی گئی ہیں تاکہ حق کا متلاشی اس بات کا فیصلہ کر سکے کہ کیا حضرت مرزا غلام احمدؑ واقعی خدا کے پیغامبر تھے یا نہیں۔ لیکن یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ ابھی بہت سے ایسے واقعات بھی ہیں جن کے بارے میں قابل ثقہ اور شائع شدہ مواد مہیا نہیں ہے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وہ واقعات پچھلے گنتی کے سالوں میں ہی رونما ہوئے اس لئے ابھی کتابوں کی صورت میں شائع نہیں ہوئے۔ اگر ان تمام کو جمع کر لیا جائے تو یہ گواہیاں حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعویٰ کو اور بھی مضبوط کریں گی کیونکہ وہ ان کے دعویٰ مسیحیت کے بعد وقوع پذیر ہوئیں۔

متلاشیان حق کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی صداقت اور حقانیت کے ثبوت کے لئے ان چند صفحات میں معروف انسانی تاریخ سے شواہد اکٹھا کرنے کی ایک عاجزانہ کوشش کی گئی ہے۔ لیکن ان کا خلاصہ درحقیقت وہی ہے جو خود حضرت مسیح موعودؑ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

(اس مضمون کا اردو ترجمہ مکرمہ امتہ المجید چوہدری صاحبہ نے کیا۔ فجزاھا اللہ)

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

ہمیشہ عفو و کرم نوازی سے کام لینا ہے کام تیرا

دلوں میں بستی ہے یاد تیری، لبوں پہ رہتا ہے نام تیرا
ہے کتنی میٹھی زبان تیری، ہے کتنا شیریں کلام تیرا

تیری سیاست ہے آسمانی، تیری خلافت ہے آسمانی
کہ راہ مولیٰ پہ چلنے والوں میں ذکر ہے صبح و شام تیرا

تیری قیادت، تیری امامت، تیری خلافت رہے سلامت
ہے کتنی رحمت خدا کی تم پر، ہے کتنا عالی مقام تیرا

لوائے دین مبیں تمہی ہو، صدائے علم و یقیں تمہی ہو
ندائے فتح مبیں تمہی ہو، خدا ہو ناصر مدام تیرا

اگرچہ ربوہ کی سرزمیں ہے خدا کے انوار کی نشانی
مگر ترستی ہیں لاکھوں آنکھیں کب ہوگا دیدار عام تیرا

تیری محبت تیری عنایت، میری عقیدت میری سعادت
ہمیشہ عفو و کرم شعاری سے کام لینا ہے کام تیرا

اگرچہ آنکھوں سے دور ہو تم مگر دلوں کے قریب ہو تم
یہاں بھی جاری وہاں بھی جاری ہے چشمہ فیض عام تیرا

خدا کرے کہ وہ لوٹ آئیں مسرتوں سے بھری فضائیں
خدا کرے کہ ہو خیر مقدم یہاں بصد احتشام تیرا

میرے مقدر کے چاند تارے چمک اٹھیں میری زندگی میں
کہ خوش نصیبی سے آج احسن ہے صدق دل سے غلام تیرا

(سید احسن اسمٰعیل صدیقی)

بقیہ **شذرات**

سے جزیہ لینے کا عنوان ہو تو یہی ملا بیان پر بیان دے کر ہلکان ہوتے نظر آئیں گے۔ ان کے دائیں بائیں چوری، ڈاکے، اغوا اور رشوت کا بازار گرم ہو تو ان کے بند کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور انہیں اللہ اور رسولؐ کا کوئی فرمان یاد نہیں آتا۔ ان کا ہم پیشہ اگر کسی زینب نور پر انسانیت سوز ظلم کرتا ہے تو دنیا بھر میں تو اس کی صدائے بازگشت سنائی دے گی مگر ان سے پوچھو تو کہیں گے "ہم کیسے بول سکتے ہیں۔ دیکھتے نہیں ہم منہ میں گھنگھنیاں چبا رہے ہیں"۔

سیاستدان اگرچہ ان سے خوف زدہ ہیں لیکن ان کی حیثیت کو خوب جانتے ہیں۔ ولی خان انہیں بھک منگے اور ٹکر گدا کہتا ہے۔ تو ضیاء الحق نے انہیں جمعرات کی روٹیاں اکٹھا کرنے والا کہا۔ سردار حاکم علی زرداری، جو پیپلز پارٹی کے ایک ممتاز رہنما اور پاکستانی قومی اسمبلی کے ممبر ہیں نے فرمایا:

"منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔ منزل کس کو ملی؟ ملاؤں کو! جنہوں نے پاکستان بننے کی مخالفت کی، وہ آج پاکستان کے مامے بنے بیٹھے ہیں"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۲۸ نومبر ۱۹۹۲ء)

حقیقت یہ ہے کہ اقتدار میں نہ ہوتے ہوئے بھی ان کے متخالف دھڑوں نے سپاہ صحابہ، جیش اسلام، لشکر سواد اعظم، نوجوانان اہل سنت اور خدام اہل بیت جیسی نیم عسکری تنظیمیں بنا کر ابھی سے قتل و غارت اور بم سازی و بم بازی کا کاروبار شروع کر دیا ہے تو آئندہ چل کر کیا ہوگا۔ چشم تصور سے دیکھیں تو ہر گلی کی نکڑ پر مونڈھی گڑی ہوگی اور خونی ملاں چاپڑ لئے بیٹھا ہوگا کہ جس غریب رہرو کی چال اس کے مسلک سے لگا نہ کھاتی ہو، آلہ نفاذ شریعت سے اس کا سر کھٹ سے قلم کر دے۔

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

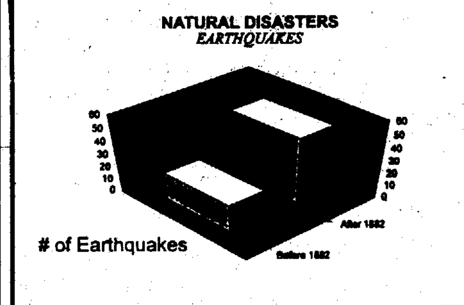

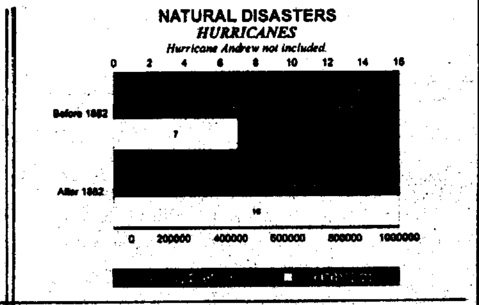

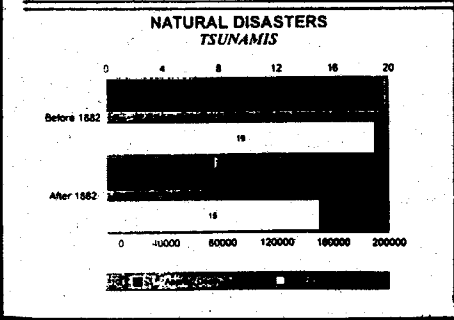

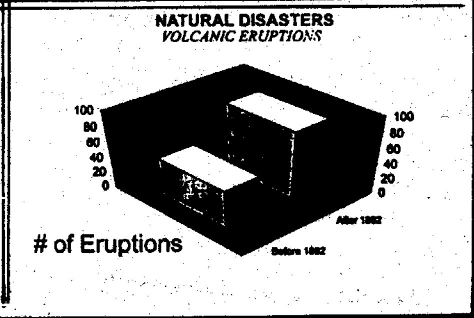

مکتوب پاکستان

(مبشر احمد محمود ایم۔ اے۔)

بہ انداز حدیث دیگراں کہنا ہی پڑتا ہے

مملکت خداداد پاکستان کے دینی راہنماؤں، لیڈروں، سیاست دانوں اور حکمرانوں میں جہاں دیگر بہت سے خواص اور خصوصیات پائی جاتی ہیں وہاں ایک بہت نمایاں وصف یہ بھی ہے کہ وہ اپنے سوا ہر ایک کو کم ذہن اور کم عقل تصور کرتے ہیں۔ خصوصاً عوام کو تو واقعی کالانعام سمجھتے ہیں اور اسی کے مطابق طرز عمل روا رکھتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو اور عوام الناس کی کچھ نہ کچھ اہمیت اور وقعت ان کے دل میں باقی ہو یا خوف ہو کہ عوامی ناراضگی اور جواب طلبی کا سامنا کرنا پڑے گا تو یقیناً یہ لوگ اتنے دیدہ دلیر بھی نہ ہوں۔ اب تو یہ عالم ہے کہ ہر قسم کی بے اصولی، جھوٹ، پرلے درجے کی منافقت، لوٹ کھسوٹ، ہر قدر اور قانون کی تذلیل، مالی بدعنوانی، عوام سے انتہا درجہ کی فریب کاری، بے ضمیری وغیرہ ہی وہ عناصر ہیں جن سے ان لیڈران کا خمیر اٹھتا ہے۔ جو ان کاموں میں جتنا زیادہ طاق ہے اتنا ہی بڑا لیڈر ہے۔ اور جس میں یہ جوہر کم ہے اسی نسبت سے وہ چھوٹا لیڈر ہے یا ناکام سیاست دان ہے ــــ بارہ کروڑ عام صبح و شام اپنے راہنماؤں کے یہ تماشے دیکھتے، بے بسی سے اپنے ہاتھ ملتے اور خاموش رہتے ہیں۔ لیکن ۔

سکوت خلق سمندر کی نیند ہوتا ہے
سکوں نہ جان بظاہر جو اضطراب نہ ہو

کے مصداق سکوت خلق کی تہہ میں موجود طوفان کا کچھ نہ کچھ اظہار کبھی کبھار سطح پر بھی نظر آ ہی جاتا ہے۔ وطن عزیز میں یہ سب کچھ دیکھنے اور اس پر بے بسی سے جلنے، کڑھنے والے حساس لوگوں کی نفسیات جس نہج پر استوار ہو رہی ہے اس میں بعض دفعہ ۔

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج

کا فلسفہ بھی اپنی جھلک دکھاجاتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ کچھ عرصہ سے یہاں کے اخبارات میں ہمارے انتہائی تکلیف دہ سیاسی، سماجی اور معاشرتی حالات کا اظہار بڑے ہلکے پھلکے مزاحیہ مگر انتہائی طنزیہ انداز میں بھی ہونے لگا ہے۔ چند جھلکیاں آپ بھی دیکھئے اور داد دیجئے کہ ہمارے ملک میں ہر طرف بکھری کثافتوں کا عکس کتنے لطیف پیرائے میں دکھایا گیا ہے۔ اے کاش ان لفظوں کی مسکراہٹوں کے پیچھے چھپا ہوا کرب ہمارے راہنماؤں اور حکمرانوں کو بھی نظر آ سکے۔

جدید امتحانی پرچہ

نوٹ. کل پانچ سوال حل کریں۔ پہلے چھ سوال لازمی ہیں۔

سوال نمبر (۱) ایک سیاسی پارٹی نے کسی نازک وقت کے لئے قوم سے ایک لاکھ روپیہ چندہ جمع کیا۔ پارٹی کے صدر کی اکلوتی بیٹی کی شادی پر چالیس ہزار روپے خرچ ہوئے۔ پارٹی کے سیکرٹری نے فریضہ حج ادا کیا اور آتی دفعہ سونا اسمگل کیا۔ بتاؤ کہ عوام کی فلاح و بہبود پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی جبکہ ابھی شامیانے والوں اور کراکری والوں کے بل واجب الادا ہیں۔

سوال نمبر (۲) ایک کلرک کی تنخواہ دو ہزار روپیہ ماہانہ ہے اور اس کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے گھر میں ایک بیمار بیوی اور بیوہ ماں بھی ہے۔ حساب لگا کر بتائیں کہ وہ کل کتنے افراد کا گلا دبا کر خود پھانسی لگ جائے کہ باقی افراد کی دال روٹی آسانی سے چل سکے۔

سوال نمبر (۳) ایک کالج سے پانچ سو لڑکوں نے امتحان پاس کیا۔ ان میں سے بہ مشکل دس ڈاکٹر، پندرہ انجینئر اور چھ بنک منیجر بنے۔ ایک سو کی شادی ہو گئی۔ ایک سو چھتیس نے بے روزگاری سے تنگ آکر خودکشی کر لی، بیالیس لڑکوں کے والدین نے انہیں گھر سے نکال دیا جن میں سے ایک علی بابا، سات اداکار، بارہ غنڈے، آٹھ چور سپاہی بن گئے جبکہ اٹھارہ پاگل ہو گئے اور نوریوڑیاں اور پتاشے بیچنے لگے۔ بتاؤ باقی کتنے بیکار بچے؟

سوال نمبر (۴) قومی اسمبلی کے ضمنی انتخابات میں برسراقتدار پارٹی کا نمائندہ کل ۱۲۷۳ ووٹ حاصل کرتا ہے۔ اگر مخالف امیدوار ۲۷۰۵ ووٹ حاصل کرے تو گہری سوچ میں ڈوب کر بتائیں کہ وہ کون سا فارمولا ہے کہ جس کی مدد سے ۱۲۷۳ ووٹوں والا خوش قسمت ۲۷۰۵ ووٹوں والے بدبخت سے جیت جائے؟

سوال نمبر (۵) محکمہ خاندانی منصوبہ بندی کے کسی ایک ایسے افسر کا نام بتایئے جس کے اپنے دو یا دو سے کم بچے ہوں؟

سوال نمبر (٦) ۲۰ فٹ چوڑی اور ۳۰ میل لمبی سڑک بنانے کا ٹھیکہ ایک کروڑ روپے میں کسی وزیر کے رشتہ دار نے لیا۔ اس سڑک پر ۲۰۰ مزدور، ۱۰ اوورسیئر، دو انجینئر اور ۵ انجن کام کر رہے ہیں۔ آپ دماغ لڑا کر بتایئے کہ بجری اور تارکول کس نسبت سے بچھایا جائے کہ سڑک آگے سے بنتی جائے اور پیچھے سے اکھڑتی جائے؟

(روزنامہ جنگ "جمعہ میگزین")

ــــ ○ ○ ــــ

جدید اشتہارات

(۱) نوٹس داخلہ . سال اول / سال سوم میں داخلہ کے لئے طلبہ طالبات سے درخواستیں مطلوب ہیں ۔ امیدواران وقت مقررہ پر اپنی اپنی سفارش اور رشوت کے ساتھ پہنچ جائیں ۔ غیر نصابی سرگرمیوں کی بناء پر داخلہ لینے والوں کو متعلقہ پروفیسر کی مٹھی گرم کرنا یا ان کا رشتہ دار ہونا ہوگا۔ کھیل کی بنیاد پر داخلہ لینے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ چل پھر بھی سکتے ہوں۔ صرف بے چارے ڈی۔ پی۔ ای کی مالی حالت سنوارنا ضروری ہے۔

(۲) آسامیاں خالی ہیں : پہلے سے پر شدہ آسامیوں کے لئے صرف خانہ پری کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ ہاں البتہ چند آسامیاں دکھاوے کے طور پر خالصتاً سفارش اور بولی کے ذریعہ پر کی جائیں گی۔ اس مہنگائی کے زمانہ میں بغیر سفارش اور رشوت درخواست دینے والے بے وقوفوں سے التماس ہے کہ وہ عقل کے ناخن لیں۔ پیشگی عرض ہے کہ غریب، پڑھے لکھے اور تجربہ کار نوجوان درخواست دینے کا تکلف نہ کریں۔

(۳) تبدیلی نام : میرا ایک ایم۔ اے پاس لڑکا کرم دین مر گیا ہے جس کی اسناد اب میں اپنے میٹرک فیل لڑکے موج دین کو دینا چاہتا ہوں۔ ازراہ کرم میرے لڑکے کو آئندہ نئے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

کرم دین سابقہ موج دین ولد فیروز دین
گلی نالائقاں، محلہ کم چوراں، دھوکہ منڈی۔

(۴) ضرورت ٹیوشن : میں صرف میٹرک پاس ہوں اور عرصہ دراز سے بے روزگار چلا آ رہا ہوں مجھے چند ایف۔ اے۔، بی۔ اے۔ پاس طلبہ کے تعاون کی ضرورت ہے جنہیں اپنے مستقبل اور باپ کی کمائی سے دشمنی ہو تاکہ وہ میرے نائٹ کالج میں داخلہ لے کر میرے لئے دو، تین سال تک کمائی کا ذریعہ بن سکیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ طلبہ کو فریبی، بہانہ ساز، کم چور اور گفتار کا غازی بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھوں گا۔

("جنگ" جمعہ میگزین)

ــــ ○ ○ ــــ

جدید سیاسی پرچہ

پرچہ سیاسی ۔ وقت پانچ سال ۔ کل نمبر ۱۰۰

نوٹ : کوئی سے پانچ سوال حل کریں ہر سوال کے نمبر مساوی ہیں۔

سوال نمبر (۱) لوٹے کیسے بنتے ہیں۔ پاکستان میں سیاسی لوٹوں کی تعداد بتایئے۔ نیز لوٹوں کے فوائد اور نقصانات تحریر کریں۔

جماعت کے مبلغین کی صفات

میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اب دیر کی جاوے۔ چاہئے کہ ایسے آدمی منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ ان کی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں۔ مستقل، راست قدم اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کر سکتے ہوں۔ مسائل سے واقف اور متقی ہوں کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے۔ وہ آپ جاذب ہوتا ہے۔ وہ اکیلا رہتا ہی نہیں

(ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] صہ ۳۱۱)

سوال نمبر (۲) قومی اسمبلی پلاسٹک کی بنی ہوئی ہے یا شیشے کی؟ یہ بار بار کیسے ٹوٹتی ہے؟ اس کے ٹوٹنے میں کون کون سے عوامل کارفرما ہیں۔ وضاحت کریں۔

سوال نمبر (۳) عوام بے وقوف کب بنتی ہے؟ عوام کے بے وقوف بننے کی وجوہات تحریر کریں۔ نیز یہ بھی بتایئے کہ پاکستان میں نوکری کے حصول کے لئے رشوت اور سفارش کا کیا ریٹ ہے؟

سوال نمبر (۴) قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں میٹرک پاس سیاست دانوں کے نام اور پتے تفصیل سے لکھئے۔

سوال نمبر (۵) کرسی کیا ہے؟ کرسی کے حصول کے لئے سیاست دان کس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں ۔ تفصیلاً بتایئے۔

سوال نمبر (٦) بلدیاتی فنڈز میں گھپلے کیسے ہوتے ہیں۔ ایک کونسلر اوسطاً کتنے گھپلے کر سکتا ہے۔ وضاحت کریں۔

سوال نمبر (۷) سیاسی وعدے کیا ہوتے ہیں؟ منتخب ہونے کے بعد سیاست دانوں نے آج تک کتنے وعدے پورے کئے ہیں۔ جواب تفصیل سے لکھیں۔

سوال نمبر (۸) کسی ایک پر نوٹ لکھیں:
(۱) لوٹے اور لفافے (۲) سیاسی ٹانگ کھینچ پروگرام۔

ــــ ○ ○ ــــ

یہاں قارئین الفضل کے لئے لوٹے اور لفافے کے الفاظ کی وضاحت ضروری ہے۔ پاکستان میں ان دنوں ان دونوں الفاظ کا زبردست چرچا ہے اور یہ محض الفاظ نہیں رہے بلکہ ہماری معاشرتی زندگی کے کئی پہلوؤں کا بڑا بلیغ استعارہ بن چکے ہیں۔

لوٹا اور لفافہ ان عوامی نمائندوں کو کہا جاتا ہے جو اپنے ذاتی مفاد کے لئے ہر اصول اور نظریہ کو پس پشت ڈال کر راتوں رات اپنی پارٹی تبدیل کر لیتے ہیں۔ حکومتی پارٹی بڑی بولی لگا دے تو اس میں اور اگر اپوزیشن جماعت زیادہ دام لگا دے تو اس میں بڑی آسانی اور بے تکلفی سے شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہاں ہر حکومت ہمیشہ غیر مستحکم اور ہوا میں معلق رہتی ہے۔

چند ماہ قبل ٹی وی کے ایک مزاحیہ مشاعرہ میں ایک شاعر نے اس موضوع پر اردو اور پنجابی کو ملا جلا کر ایک کمال کا شعر کہا تھا۔ آپ بھی سنئے۔

پہلے اودھروں، پھر ایدھروں، اب پھر اودھروں کھڑا ہے
پبلک تنگ ہے لیکن لوٹا لوٹا ہی ہوتا ہے

اب قارئین یہ فیصلہ خود کر لیں کہ یہ ساری باتیں ہنسنے والی ہیں یا قوم کی حالت زار پر زار زار رونے والی ہیں اور ان کی نجات کے لئے دعا کرنے والی ہیں ؟؟؟

CRAWFORD TRAVEL SERVICES
COMPETITIVE FARES TO PAKISTAN - INDIA - THE MIDDLE & FAR EAST - USA & CANADA BY PIA - AIR INDIA - BRITISH AIR - EMIRATE AIR - GULF AIR - KUWAIT AIR AND OTHER MAJOR AIRLINES
PHONE 071 723 2773
FAX 071 723 0502
Room 104, Chapel House
24 Nutford Place, London W1H

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

Vol.1 | Friday, November 11, 1994 | No. 45

Muslim Television Ahmadiyya

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule
For Live Transmission from London
11th November 1994 - 24th November 1994

Tel:+44 81 870 0922
+44 81 870 8517 Ext. 230
Fax:+44 81 870 0684
Telex: 262433 MONREF G
Our Telex Ref: B1292

Friday, 11th November

12.45 Tilawat
1.00 Comments on News
1.20 Darood-o-Salam
1.30 FRIDAY SERMON
2.40 Poem
2.50 MULAQAT - General Q/A
3.50 Tomorrow's Programmes

Saturday, 12th November

11.45 Tilawat
12.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held in New York 20-10-1994
1.30 MULAQAT with Atfal & Nasirat
2.30 Poem
2.40 A sitting with Dr Aziza Rehman
3.00 Hazoor's inspection of Washington Mosque 11-10-94
3.50 Tomorrow's Programmes

Sunday, 13th November

11.45 Tilawat
12.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held in New York 19-10-1994
1:30 MULAQAT with Ahmadies from Ghana
2.30 Poem
2.35 Opening ceremony of the Chicago Mosque, U.S.A. 23-10-94
3.40 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Monday, 14th November

1.15 Tilawat
1.30 MULAQAT - Homeopathy Class
2.30 Poem
2.40 "Correct Pronunciation of Poems" Host: Mrs Amtul Bari Nasir Sahiba
3.10 "GLIMPSES OF PAST FROM OUR ARCHIVE"
3.45 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Tuesday, 15th November

1.15 Tilawat
1.30 MULAQAT - Homeopathy class
2.30 Poem
2.45 Islami Akhlaq اسلامی اخلاق
A talk by Laiq Ahmad Tahir Sahib
3.15 Poem
3.30 Sirat-un-Nabi ﷺ سیرت النبی
by Naseer Qamar Sahib
3.40 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday, 16th November

1.15 Tilawat
1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
2.30 General Interest programme by ladies - Host Mrs H. Farooqi
بھنوں کی محفل
3.00 Poem
3.10 ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 8) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
3.40 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Thursday, 17th November

1.15 Tilawat
1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
2.30 Poem
2.35 Life of the Holy Prophet ﷺ A talk by Maulana Abdul Salaam Tahir Sahib
3.00 Poem
3.10 PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.40 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Friday, 18th November

12.45 Tilawat
1.00 Comments on News
1.20 Darood-o-Salam
1.30 FRIDAY SERMON
2.40 Poem
2.50 MULAQAT - General Q/A
3.50 Tomorrow's Programmes

Saturday, 19th November

11.45 Tilawat
12.00 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held in Washington, 15-10-94
1.30 MULAQAT With Arab Ahamadies
2.30 Poem
2.40 Interviews recorded during Hazoor's recent visit to U.S.A
3.10 Hazoor's Address at the Lajna U.K. Ijtemah 1994
3.50 Tomorrow's Programmes

Sunday, 20th November

11.45 Tilawat
12.00 Poem
12.10 Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV at the Lajna U.K. Ijtemah 1994
1.15 Poem
1:30 MULAQAT with Young Lajna
2.30 Poem
2.35 Recording of 15-10-94 "Men's Session at the Jalsa Salana U.S.A 1994"
3.40 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Monday, 21st November

1.15 Tilawat
1.30 MULAQAT - Homeopathy Class
2.30 Poem
2.40 "Correct Pronunciation of Poems" Host: Mrs Amtul Bari Nasir Sahiba
3.05 "GLIMPSES OF PAST FROM OUR ARCHIVE"
3.45 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Tuesday, 22nd November

1.15 Tilawat
1.30 MULAQAT - Homeopathy class
2.30 Poem
2.35 Islami Akhlaq اسلامی اخلاق
A talk by Laiq Ahmad Tahir Sahib
3.50 Poem
3.00 A talk by Fareed Ahmad Naveed Sahib
3.30 Sirat-un-Nabi ﷺ سیرت النبی
by Naseer Qamar Sahib
3.40 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday 23rd November

1.15 Tilawat
1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
2.30 General Interest programme by ladies - Host Mrs H. Farooqi
بھنوں کی محفل
3.00 Poem
3.10 ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 9) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
3.40 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Thursday, 24th November

1.15 Tilawat
1.30 MULAQAT. Quran Translation Class
2.30 Poem
2.35 Medical Matters by Dr Mujeeb-ul-Haq
3.05 Poem
3.10 PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.40 Poem
3.50 Tomorrow's Programmes

Please Note

- Our Audio Frequencies:
  English / Urdu 7.02 MHz
  Arabic 7.20 MHz
  Russian 7.56 MHz
  French 7.92 MHz
- Programmes or their timings may change without further notice.

Week in a nutshell

Permanent or those features which will continue for sometime

EVERY MONDAY
- MULAQAT - Homeopathy Class
- Glimpses of past from our archive
- Correct Pronunciation of Poems

EVERY TUESDAY
- MULAQAT - Homeopathy Class
- Islami Akhlaq اسلامی اخلاق
- Sirat-un-Nabi ﷺ سیرت النبی

EVERY WEDNESDAY
- MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- General interest programme by ladies : بھنوں کی محفل
- "Islamic Etiquette" اسلامی آداب

EVERY THURSDAY
- MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- Medical Matters (every alternate Thursday)
- "A page from history"

EVERY FRIDAY
- FRIDAY SERMON by Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV
- MULAQAT - General Question & Answers
- Comments on News

EVERY SATURDAY
- Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)
- MULAQAT - various communities or children or young lajna

EVERY SUNDAY
- Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)
- MULAQAT - various communities or children or young lajna

[illegible]

شذرات
(م-ا-ح)

کیااسلامی معاشرہ میں ملائیت (Priesthood) کے لئے کوئی جگہ ہے؟ کیاعلماء کواپنا بنیادی فرض، عوام کی تہذیب و تربیت ترک کر کے ملکی سیاست میں سرگرم حصہ لینا چاہئے؟ کیا مسلمانوں کے لئے اسلام کی تعلیم اور انکی زندگیوں میں اسلامی مزاج کانفوذ پہلے یا اقتدار پر قبضہ اور شریعت کا بالجبر نفاذ اول؟ یہ وہ سوالات ہیں جن پر مذہبی حلقوں اور ملت کا درد رکھنے والے مفکرین اور دانشوروں کے درمیان بحث و تمحیص آج بھی جاری ہے۔ جہاں رجعت پسند ملا یہ چاہتا ہے کہ جلد از جلد حکومتی اقتدار اور اختیار پر قابض ہو کر اپنی من مانی کرے وہاں ہوشمند حضرات کا یہ خیال ہے کہ جب تک اسلام نجی طور پر افراد کی زندگیوں پر غالب نہ آ جائے اس وقت تک عوام کو فرقہ باز ملائیت کے سپرد کر دینے سے اجتماعی تباہی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ہمارے جو قارئین ماحول میں اٹھنے والی آوازوں سے آگاہ ہیں وہ قریباً ہر روز کسی نہ کسی درد مند دل کا انتباہ سنتے ہیں کہ اس گروہ کو قریب نہ آنے دینا ورنہ چنگیز اور ہلاکو کی خونریزیوں کا نظارہ دیکھو گے۔ جناب وائی علی نے لکھا۔

"یہ لوگ بنیاد پرستی کی تحریک چلا کر چاہتے ہی یہ ہیں کہ مسلمان ممالک میں اقتدار انہی کے ہاتھوں میں رہے یعنی ان کے ہاں نظام حکومت تھیا کریٹک ہو تاکہ نہ یہ دین کے رہیں نہ دنیا کے"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۷ نومبر ۱۹۹۲ء)

ارشاد احمد حقانی صاحب نے نوحہ کیا۔

"تھیوکریسی کا مطلب ہے اہل مذہب کا حکومت و اقتدار پر غلبہ اور وحی آسمانی کی تعبیر و تشریح کرنے کا ان کا غیر مشروط اور آخری اور حتمی حق"۔

"ایک سطحی قسم کی مذہبیت جس نے منافقت کے ایک بڑے عنصر کو چھپا رکھا ہے۔ ضرور ہمارے ہاں پائی جاتی ہے۔ نیم خواندہ، کج فکر اور کج فہم اہل مذہب مساجد اور معاشرے پر چھائے ہوئے ہیں .... مذہبی فرقہ واریت کا عفریت اسی طرح جبڑے کھولے پھنکارتا رہا یا اقتدار پر غالب آگیا تو پاکستانیوں کی نئی نسل کو مذہب کے نام ہی سے متنفر ہونے سے بچانا آسان نہ رہے گا"۔

(حرف تمنا۔ روزنامہ جنگ کراچی۔ ۱۲ جون ۱۹۹۳ء)

جناب حنیف رامے (موجودہ سپیکر پنجاب اسمبلی) نے یوم آزادی کے موقع پر اپنے پیغام میں فرمایا۔

"آج پاکستان میں زبانی کلامی اسلام کا بہت چرچا ہے۔ اسلامی جماعتوں اور علمائے کرام کا فتویٰ ہے کہ پاکستان دراصل ہم نے بنایا تھا۔ اسلام کے نام پر بنایا تھا اور ہم اس میں ایک خاص چھاپ کا اسلام ڈنڈے کے زور پر نافذ کر کے رہیں گے"۔

(روزنامہ جنگ لاہور۔ ۱۴ اگست ۱۹۹۳ء)

اس قسم کے خدشات پر مبنی متعدد بیانات میں سے نمونہ کے طور پر ہم نے کچھ اوپر درج کئے ہیں۔ قبل اس کے کہ اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کریں، مذہبی حلقوں کے ایک پرجوش ترجمان جناب مقبول الرحیم مفتی صاحب کے ایک تازہ خیال افروز مضمون کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔ وھو ھذا۔

"دین کے علمبرداروں نے دین کی ترویج اور اصلاح کے کام کو چھوڑ کر سیاست کے شعبے میں داخل ہونے کی جو روش اختیار کر رکھی ہے عوام کی نظروں میں اسے پذیرائی حاصل نہیں ہوئی .... جملہ مکاتب فکر کے علمائے کرام اور دین کی علم بردار جماعتوں کے قائدین جتنی جلدی اس صورت حال کا ادراک حاصل کر کے ملک کی تیسری سیاسی قوت بننے کے جنون کو خیرباد کہہ کر اپنے اصل دائرہ کار میں واپس آجائیں گے اتنا ہی اس معاشرے کے حق میں اور خود اہل دین کے حق میں بہتر ہوگا"۔

(حرف محرمانہ۔ روزنامہ جنگ لندن ۲۰ ستمبر ۱۹۹۴ء)

یہ تو ہوا دانشور اور مفکر حضرات کا انداز فکر، آیئے اب دیکھیں کہ عوام، ارباب حل و عقد اور اہل سیاست اس مسئلہ پر کیا کہتے ہیں۔

جہاں تک عام شہریوں (بلکہ ایک حد تک اثر و رسوخ والے اصحاب) کا تعلق ہے۔ وہ سب ان شر پسندوں سے بے حد خائف ہیں۔ اپنے گھروں میں دبکے رہنے کے باوجود مسجدوں کے لاؤڈ اسپیکروں پر ان کی سمع خراشی، جتھے بنا کر دکانوں اور رہائشی مکانوں کے دروازے گھیر کر مسجد و مدرسے کے نام پر جگا ٹیکس قسم کے چندوں کی وصولی اور اپنے مسلک کے بارے میں مطبوعہ فارم بھرنے کا مطالبہ انہیں خوفزدہ کرنے کے لئے بہت ہیں۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شہری اپنے مکان کی حفاظت کے لئے چوکیدار ملازم رکھے لیکن چند روز کے بعد وہی پہرہ دینے والا اپنے آجر کو یرغمال بنالے اور اس کا استحصال شروع کر دے۔ یہ کبھی اس شہری کی مدد کو نہیں آئیں گے جو کسی ناانصافی یا تشدد کا شکار ہو رہا ہو۔ کبھی اس گاؤں کا رخ نہیں کریں گے جہاں مسلمان مظلوم عورتوں کا برہنہ ناچ کرایا گیا ہو۔ یہ کسی تھانے کے سامنے مظاہرہ نہیں کرتے جہاں ملزموں کی بے گناہ بہو بیٹیوں کو حراست میں رکھا گیا ہو۔ اخبارات میں چھپنے والی ایسی سنگین اور دلخراش رپورٹوں کے اعداد و شمار وافر ہیں مگر کہیں یہ نظر نہیں آئے گا کہ کسی عالم دین نے ان کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا ہو یا کسی دینی تنظیم کے رہنما نے چھوٹی انگلی بھی ہلائی ہو۔ البتہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے، توہین رسالت، ناموس صحابہ اور غیر مسلموں

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad